ماہنامہ
انصاراللہ

مارچ 2013ء ربیع الثانی 1432 ہجری امان 1392 ہش

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شبانہ روز زندگی کے حسین نمونے

بیعت

”اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔“

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بیعت اور روحانی تبدیلی

سیرۃ المہدی

جانثاران احمدیت

للّٰہی وقف اور جماعت احمدیہ

دعائیں اور درود شریف بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 ر اکتوبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے، حاسدوں کی اور مفسدین کی سرگرمیاں بھی تیز ہوتی چلی جا رہی ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ بعض دفعہ چھپ کر حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ظاہری حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ہمدرد بن کر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو دشمن کے ہر قسم کے شر سے بچنے کیلئے بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب ما یقول الرجل اذا خاف قوماً حدیث نمبر 1537)

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

(تذکرہ، ایڈیشن چہارم، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ، 2004ء۔ صفحہ 363)

اور اس طرح باقی دعائیں بھی۔ ثبات قدم کی دعا:

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

(البقرۃ:251)

یہ ساری دعائیں اور درود شریف بھی...... بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم دشمن کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ر اکتوبر 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 2 تا 8 ر نومبر 2012ء)

ماہنامہ انصاراللہ

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

امان 1392 ھش ؍مارچ 2013ء ؍جلد 54 ؍شمارہ 03

ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

فہرست

ادار یہ	4	جانثارانِ احمدیت	26
سیرۃ النبیؐ کا سال اور انقلابی تبدیلیوں کا عزم نو	6	سیرت المہدی علیہ السلام	31
للّٰہی وقف اور جماعت احمدیہ (درس القرآن)	7	تاثرات قادیان جلسہ سالانہ 2012ء	35
رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم (درس الحدیث)	9	تعزیر خدا کی (منظوم)	38
بیعت اور روحانی تبدیلی (کلام الامام)	10	اخبار مجالس	39
رپورٹ حسن کارکردگی	11	تصویر والے پوسٹ کارڈ پر حضرت اقدسؑ کا فتویٰ	42
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شبانہ روز زندگی کے حسین نمونے	12		

بیعت

''اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ پہلے تعلقات معدوم ہو کر نئے تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد دوم ص 257)

نائبین: ریاض محمود باجوہ ، نوید مبشر شاہد ، مبشر احمد خالد

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631 موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)

ویب: **ansarullahpk.org** قائد اشاعت quaid.ishaat@ansarullahpk.org

ای میل ansarullahpakistan@gmail.com: magazine@ansarullahpk.org

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کمپوزنگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان سالانہ 200 روپے۔ قیمت فی پرچہ: 20 روپے

اداریہ

ہے شکر ربّ عزّ وجلّ خارج از بیاں

الحمدللہ کہ 23/مارچ 1889ء سے قائم شدہ الٰہی سلسلہ کو آج مارچ 2013ء میں 124 سال ہو گئے۔ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ پودا آج سرسبز وشاداب اور ثمر آور درخت بن کر دنیا کے 200 ممالک میں لہلہا رہا ہے۔ گزشتہ 124 سالوں میں اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ کی تائید ونصرت میں غیب سے ہزاروں نظارے دکھا کر اپنی فعلی شہادت سے اس حقیقت پر مہر ثبت کر دی کہ یہ سلسلہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اس پر ہم جتنا بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم میری شکرگزاری کرو گے تو میں تمہیں پہلے سے بھی بڑھ کر دوں گا۔ شکر کے مضمون کا جتنا شعور وادراک جماعت احمدیہ میں ہے کسی اور کو اتنا نہیں۔ شکر کے بارہ میں ہمارے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’شکر کے مضمون کا تذکرہ جتنا جماعت احمدیہ میں ہوتا ہے یا شکر کے مضمون کا ادراک جتنا جماعت کو ہے، ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ کسی اور کو نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ حقیقی شکر وہ ہے جو خدا کا ہو، خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو، خدا تعالیٰ کے دین کی ترقی اور غیروں پر اُس کا رعب پڑنے پر ہو۔

پس آج خالص ہو کر اگر کوئی جماعت (دین حق) کی ترقی کے لئے کوشاں ہے، (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے ہر کونے اور ہر طبقے میں پھیلانے کی کوشش میں ہر قسم کی منصوبہ بندی کر کے اس کام کو سرانجام دے رہی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے اور یہ بات دنیا کی کسی بھی اَور جماعت، گروہ یا تنظیم میں نظر نہیں آئے گی۔ اور پھر اگر کوئی کوشش کر بھی رہا ہے تو کامیابی کا ہزارواں حصّہ بھی جماعت کی کوششوں اور کامیابیوں کے مقابل پر نظر نہیں آئے گا۔ غیر یعنی غیر مسلم اگر (دین حق) کے بارے میں غلط خیالات کو دل سے نکالتے ہیں یا یہ اظہار کرتے ہیں کہ آج ہمارے دل اور دماغ (دین حق) کے بارے میں غلط تأثرات سے صاف ہو گئے ہیں تو وہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کی مجالس میں حاضر ہو کر اپنے ذہنوں کو پاک کرتے ہیں، یا صحیح (دین حق) اُنہیں جماعت احمدیہ کی مجلسوں سے ہی، پروگراموں سے ہی پتہ لگتا ہے۔

پس (دین حق) کی تجدیدِ نو کے جس کام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شروع فرمایا تھا، وہ تقریباً 124 سال گزرنے کے بعد آج بھی جاری ہے اور نہ صرف جاری ہے **بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور تائیدات کے نظارے بھی ہم دیکھتے ہیں۔ چاہے یہ تائیدات کے نظارے افریقہ کے جنگلوں اور شہروں میں ہوں یا صحراؤں میں ہوں یا دور دراز جزائر میں ہوں، عرب دنیا میں ہوں یا ایشیا میں ہوں۔ امریکہ اور یورپ کے عوام کو (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کا پیغام پہنچا کر اُن کے شبہات دور کرنے سے تعلق رکھتے ہوں یا یورپ اور امریکہ کے ایوانوں میں (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کا لوہا منوانے سے تعلق رکھتے ہوں تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں۔**

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی یہ بارش ہمیں کس قدر شکرگزاری کے مضمون کو سمجھنے والا اور شکر ادا کرنے والا بناتی ہے اور

بنانی چاہئے دوسرے اس کا اندازہ لگا ہی نہیں سکتے۔ احمدی ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو کہ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ [1] کہ ''اگر تم میرا شکر کروگے تو مَیں اپنی دی ہوئی نعمتوں کو زیادہ کروں گا''، کو سب سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ یہ کام جو ہم کر رہے ہیں، اس کا مقصد اپنی پہچان کروانا نہیں، کوئی ذاتی بڑائی نہیں یا اس کا اظہار نہیں بلکہ اُس مشن کو آگے لے جانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہی ہمارا کام ہے تا کہ دنیا کے سامنے یہ تعلیم پیش کر کے آپ ﷺ کے آخری رسول ہونے کا ادراک دنیا میں پیدا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کروایا جائے۔ پس جو کام خدا تعالیٰ کے لئے ہوں اور ذاتی بڑائی اور نام ونمود اُن میں نہ ہوں اور پھر اُس کے نیک نتائج پر خدا تعالیٰ کی شکرگزاری بھی ہو تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت پہلے سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس اس مضمون کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔''[2]

ہے شکر ربِّ عزّوجل خارج از بیاں — جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں — ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اُس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہوگیا — وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا — ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا [3]

1- سورۃ ابراہیم:8 ،2- خطبہ جمعہ 21/دسمبر 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 11 تا 17/جنوری 2013ء صفحہ:5

3- براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 11

''یہ الٰہی سلسلہ برباد ہوسکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا''

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا۔ خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور ان کی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا ان پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا۔ خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ ...... **بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف منہ کی پھونکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہوسکتا ہے؟ کبھی برباد نہیں ہوگا۔ وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔** ...... دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں (دین حق) سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 181-182)

سیرت النبی ﷺ کا سال اور انقلابی تبدیلیوں کا عزم نو

(مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان)

پیارے انصار بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ہمارے جان سے عزیز امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ پاکستان کی تجویز مجلس شوریٰ پر سال رواں 2013ء کو سیرت النبی ﷺ کے سال کے طور پر منانے کی منظوری مرحمت عطا فرمائی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ انصار اللہ کا سیرت النبی ﷺ کا سال عام لوگوں کی طرح محض کوئی رسم یا روایت نہیں کہ ایک سال کو سیرت النبی ﷺ سے محض منسوب کر دیا وبس۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ شان رسول ﷺ میں گستاخانہ فلم اور خاکوں کے ردعمل کے طور پر حضور انور کے خطبات جمعہ کے رہنما ارشادات کی تعمیل کی جائے، اسوہ رسول کو عملی زندگی میں ڈھالنے کی سعی کی جائے اور آپؐ کی پاکیزہ سیرت کے ضروری پہلو اپنوں اور بیگانوں میں عام کیے جائیں اور آپ کے حسن و احسان کو یاد کر کے دلی محبت اور عقیدت کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو ہمارے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے، خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمھارے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن اور دوسری سنت، ان پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ تو کبھی بھٹکو گے نہیں، نیز فرمایا کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میرا محبّ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ چنانچہ جب آپ کے ایک عاشق دیوانہ نے عرض کیا روز قیامت آپ بلند درجات پر ہوں گے ہم آپ کیمنہ کے بھوکے عشاق کہاں جائیں گے۔ فرمایا آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں سنت رسول کے ناپید ہونے کے وقت آپ کی ایک سنت کو زندہ کرنے کا اجر ایسا ہے جیسے شہادت کا اجر اور دوسری روایت میں تو ہے کہ ایسے نازک وقت میں سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے کیلئے سو شہید کے برابر اجر ہے۔

پس مجلس انصار اللہ سیرت النبی ﷺ کے اس سال کو اس شایان شان طریق سے منانے کا عزم بالجزم رکھتی ہے کہ اپنے آقا و مولیٰ کی سنت کو زندہ کیا جائے، مزید تفصیلات کے لیے اس عاجز کا ایک جامع مضمون رسول اللہ کی شبانہ روز زندگی کے حسین نمونے اس شمارہ کی زینت ہے، جس میں آپ ﷺ کی سیرت کے متنوع پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی چالیس کے قریب روزمرہ مسنون دعاؤں کا بھی ذکر کر دیا ہے تا کہ انصار بھائی ان کو یاد کر کے حرز جان بنالیں کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میری امت میں سے جس شخص نے چالیس احادیث یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب فرمائے گا۔

یہ دعائیں علیحدہ طور پر ایک جیبی رسالہ کی صورت میں شائع کر کے مجلس کی طرف سے ارزاں نرخ پر مہیا کی جا رہی ہیں۔ انصار کو چاہیے کہ خود بھی اور اپنے اہل خاندان میں بھی اس سال میں یہ انقلابی تبدیلی اسوۂ رسول کے حوالہ سے پیدا کریں۔ یہ دعائیں یاد کر کے موقع محل کے مطابق پڑھنے کی عادت ڈال لیں۔ بعض دعائیں اسٹیکرز کی صورت میں بھی دستیاب ہیں تا کہ بار بار سامنے آ کر یاد آتی رہیں۔ نیز یہ دعائیں ہمیں اسوۂ رسول کے دیگر پہلوؤں اور سنتوں کو زندہ کرنے کیلئے یاد دہانی کا بھی سبب بنتی رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تمام انصار اگر سنجیدگی سے اس پر توجہ دیں جس کی طرف ہمارے پیارے امام اپنی خلافت کے دس برس سے مسلسل توجہ دلا رہے ہیں کہ دعاوں پر زور دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ خطبہ جمعہ 22/فروری 2013ء میں بھی اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”آج بھی ہم نے حالات کو بدلنا ہے تو تمام طاقتوں کے مالک خدا کے آگے جھکنا ہوگا اور اس طرح جھکنا ہوگا جس طرح ہم نے سنا کہ تمام طاقتوں کا سر چشمہ وہی ہے تمام قسم کی مدد اسی سے مل سکتی ہے۔ دلوں کو پھیرنے والا وہی ہے۔ دلوں کو قابو کرنیوالا وہی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم ایسی دعائیں کرنے والے ہوں۔“ آمین۔

درس القرآن

للّٰہی وقف اور جماعت احمدیہ

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (آل عمران:36)

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی. قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (الصفت:103)

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ. وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. ○ (آل عمران:103)

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ○. (التوبة:122)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ:

جب عمران کی ایک عورت نے کہا اے میرے ربّ! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ میں نے تیری نذر کر دیا دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کرتے ہوئے۔ پس تُو مجھ سے قبول کرلے۔ یقیناً تُو ہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس غور کر تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تُو مجھے تو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور نیکی کی تعلیم دیں اور بدیوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تاکہ شاید وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔

یہ آیات سورۃ آل عمران، سورۃ توبہ اور سورۃ الصافات کی آیات ہیں۔ ان آیات میں ماں کی خواہش، ماں باپ کی بچوں کی صحیح تربیت، بچوں کے احساسِ قربانی کو اجاگر کرنا اور اس کیلئے تیار کرنا، وقفِ زندگی کی اہمیت اور کام اور پھر یہ کہ یہ سب کچھ کرنے کا مقصد کیا ہے؟ یہ بیان کیا گیا ہے۔ پہلی آیت جو سورۃ آل عمران کی ہے، یہ چھتیسویں آیت ہے۔ اس میں ایک ماں کا بچے کو دین کی خاطر وقف کرنے کی خواہش کا اظہار ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو قبول کرلے۔

پھر سورۃ صافات کی آیت 103 ہے......اس میں خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کے لئے تیار کرنے کی خاطر باپ کا بیٹے کی تربیت کرنا اور بیٹے کا خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہونے کا ذکر ہے۔ باپ کی تربیت نے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جوڑ دیا اور بیٹے نے کہا کہ اے باپ! تُو ہر قسم کی قربانی کرنے میں مجھے ہمیشہ تیار پائے گا اور نہ صرف تیار پائے گا بلکہ صبر و استقامت کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والا پائے گا۔

پھر سورۃ آلِ عمران کی آیت 105 ......میں نیکیوں کے پھیلانے اور پھیلاتے چلے جانے والے اور بدیوں سے روکنے والے گروہ کا ذکر ہے۔ کیونکہ یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بن کر ایک انسان کو کامیاب کرتی ہیں۔

پھر سورۃ توبہ کی 122 ویں آیت ......میں فرمایا کہ نیکی بدی کی پہچان کیلئے دین کا فہم حاصل کرنا ضروری ہے اور دین کا فہم کیا ہے؟ یہ شریعت (دینی) ہے یا قرآنِ کریم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:4)۔ اور تمہارے لئے دین کے طور پر (دینِ حق) کو پسند کیا ہے۔ **پس اللہ تعالیٰ کی پسند حاصل کرنے کیلئے قرآنِ کریم کو سمجھنے کی ضرورت ہے** اور یہ سب کچھ کرنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ یہ بیان فرمایا کہ تا کہ تم دنیا کو ہلاکت سے بچانے والے بن سکو۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کا حق ادا کرنے کیلئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے جماعت احمدیہ کا قیام فرمایا۔ یہی وہ جماعت ہے جس میں بچے کی پیدائش سے پہلے ماؤں کی دعائیں بھی ہمیں صرف اس جذبے کے ساتھ نظر آتی ہیں، اس جذبے کو لئے ہوئے نظر آتی ہیں کہ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ (آل عمران:36)۔ اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، تیری نذر کرتی ہوں۔ آزاد کرتے ہوئے (یعنی دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کرتے ہوئے) پس تُو اسے قبول فرما۔ آج آپ نظر دوڑا کر دیکھ لیں، سوائے جماعت احمدیہ کی ماؤں کے کوئی اس جذبے سے بچے کی پیدائش سے پہلے اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے پیش کرنے کی دعا نہیں کرتے۔ **کوئی ماں آج احمدی ماں کے علاوہ ہمیں نہیں ملے گی جو یہ جذبہ رکھتی ہو، چاہے وہ ماں پاکستان کی رہنے والی ہے، یا ہندوستان کی ہے، یا ایشیا کے کسی ملک کی رہنے والی ہے یا افریقہ کی ہے، یورپ کی رہنے والی ہے یا امریکہ کی ہے۔ آسٹریلیا کی رہنے والی ہے یا جزائر کی ہے۔ جو اس ایک اہم مقصد کیلئے اپنے بچوں کو خلیفۂ وقت کو پیش کر کے پھر خدا تعالیٰ سے یہ دعا نہ کر رہی ہو کہ اے اللہ تعالیٰ! ہمارا یہ وقف قبول فرما لے۔ یہ دعا کرنے والی تمام دنیا میں صرف اور صرف احمدی عورت نظر آتی ہے۔ اُن کو یہ فکر ہوتی ہے کہ خلیفۂ وقت کہیں ہماری درخواست کا انکار نہ کر دے اور یہ صورت کہیں اور پیدا ہو بھی نہیں سکتی۔ یہ جذبہ کہیں اور پیدا ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ خلافت کے سائے تلے رہنے والی یہی ایک جماعت ہے جس کو خدا تعالیٰ** نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ذریعہ سے قائم فرمایا ہے اور پھر اس پر بس نہیں، جماعت احمدیہ میں ہی وہ باپ بھی ہیں جو اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت کرتے ہیں کہ بچہ جوانی میں قدم رکھ کر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے اور خلیفۂ وقت کو لکھتا ہے کہ پہلا عہد میرے ماں باپ کا تھا، دوسرا عہد اب میرا ہے۔ آپ جہاں چاہیں مجھے قربانی کے لئے بھیج دیں۔ آپ مجھے ہمیشہ صبر کرنے والوں اور استقامت دکھانے والوں میں پائیں گے اور اپنے ماں باپ کے عہد سے پیچھے نہ ہٹنے والوں میں پائیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رجنوری 2013ء از الفضل انٹرنیشنل 8/14 فروری 2013ء)

درسِ حدیث

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی (روایت ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور مجھ سے ایک ایسی راز دارانہ بات کی جسے میں لوگوں میں سے کبھی کسی کو نہیں بتاؤں گا''۔ اب یہ راز دارانہ بات جو انہوں نے نہیں بتائی تھی وہ راز دارانہ بات ہی ہے لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی کو بعض دفعہ جنت کی بشارت دے دیا کرتے تھے یا اپنے پیار کی کہ مجھے تم سے بہت پیار ہے۔ تو یہ وہ غالباً اسی قسم کا راز ہوگا جو بات ان کو بتائی گئی۔ راوی کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک باغیچہ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ اس نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے، اس کی کنپٹیوں پر ہاتھ پھیرا، اس پر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے، یہ اونٹ کس کا ہے؟۔ اس پر ایک نوجوان انصاری آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا اونٹ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: تم اس چوپائے کے بارہ میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے اللہ کا تقویٰ کیوں اختیار نہیں کرتے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے باربرداری کے کام بھی لیتے ہو۔

(جامع الترمذی، ابواب الجہاد)

اب یہ کہنا کہ اونٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی یہ بظاہر ایک بعید بات ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ جانور بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رحمت و شفقت کو پہچان لیتے تھے۔ جانور تو جو شخص بھی اس کو رحمت سے دیکھے اس کو پہچانتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ جانور کو سمجھ نہیں آتی۔ روزمرہ کے جو جانوروں سے سلوک کئے جاتے ہیں اس کے مطابق وہ بھی اسی طرح سلوک کرتے ہیں۔ اب یہاں یہ رواج ہے کہ گِگ وغیرہ شکاری جانور جو آتے ہیں ان کو مارنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو وہ ہمارے قریب آ کر ہمارے ہاتھ سے روٹی کھا لیتے ہیں اور پاکستان میں جہاں ان کو مارنے کا رواج ہے وہاں ایک ایک میل دور سے اڑ جاتے ہیں۔ تو جانور بڑا ذکی ہوتا ہے، بہت فہیم ہوتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے مطلب کی عقل عطا فرمائی گئی ہے۔ پس اس لئے اس جانور نے واقعۃً، یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کو دیکھ لیا تھا اور بھانپ لیا تھا اور اسی وجہ سے اس نے اپنے مالک کی شکایت کی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 / اپریل 2001 از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل 25 / مئی 2001ء)

بیعت اور روحانی تبدیلی

’’درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے، جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔‘‘

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو کہ بیعت کے بعد تبدیلی کرنی ضروری ہوتی ہے۔ اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے۔ تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ ہر ایک امر میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ پہلے تعلقات معدوم ہو کر نئے تعلقات پیدا ہوتے ہیں۔ جب صحابہؓ مسلمان ہوتے تو بعض کو ایسے امور پیش آتے تھے کہ احباب رشتہ دار سب سے الگ ہونا پڑتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوجہل کے ساتھ اسلام سے پہلے ملتے تھے۔ بلکہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے منصوبہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جاوے اور کچھ روپیہ بھی بطور انعام مقرر کیا۔ حضرت عمر اس کام کے لیے منتخب ہوئے، چنانچہ انہوں نے اپنی تلوار کو تیز کیا اور موقع کی تلاش میں رہے۔ آخر حضرت عمر کو پتہ ملا کہ آدھی رات کو آپ کعبہ میں آکر نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ یہ کعبہ میں آکر چھپ رہے۔ اور اُنہوں نے سنا کہ جنگل کی طرف سے لا الہ الا اللہ کی آواز آتی ہے اور وہ آواز قریب آتی گئی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں آ داخل ہوئے اور آپؐ نے نماز پڑھی۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ آپؐ نے سجدہ میں اس قدر مناجات کی کہ مجھے تلوار چلانے کی جرأت نہ رہی، چنانچہ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ آگے آگے چلے۔ پیچھے پیچھے میں تھا۔ آنحضرت ﷺ کو میرے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور آپؐ نے پوچھا کون ہے۔ میں نے کہا کہ عمرؓ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ اے عمر! نہ تو دن کو میرا پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ رات کو۔ آنحضرت ﷺ کے اس قول سے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے محسوس کیا کہ آپؐ بددعا کریں گے۔ اس لیے میں نے کہا کہ حضرت آج کے بعد میں آپ کو ایذا نہ دوں گا۔ عربوں میں چونکہ وعدہ کا لحاظ بہت بڑا ہوتا تھا۔ اس لیے آنحضرتؐ نے یقین کر لیا، مگر دراصل حضرت عمر کا وقت آپہنچا تھا۔ آنحضرتؐ کے دل میں گذرا کہ اس کو خدا ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے اور پھر وہ دوستیاں وہ تعلقات جو ابوجہل اور دوسرے مخالفوں سے تھے یکلخت ٹوٹ گئے اور ان کی جگہ ایک نئی اخوت قائم ہوئی۔ ......

غرض اس سلسلہ میں جو ابتلاؤں کا سلسلہ ہوتا ہے۔ بہت سی ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں اور بہت سی موتوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ ان انسانوں میں جو اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ان میں بعض بزدل بھی ہوتے ہیں۔ شجاع بھی ہوتے ہیں۔ بعض ایسے بزدل ہوتے ہیں کہ صرف قوم کی کثرت کو دیکھ کر ہی الگ ہو جاتے ہیں۔ انسان بات کو تو پُورا کر لیتا ہے۔ مگر ابتلاء کے سامنے ٹھہرنا مشکل ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ (العنکبوت:3)

یعنی کیا لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ایمان لائیں اور امتحان نہ ہو۔ غرض امتحان نہ ہو۔ غرض امتحان ضروری شے ہے۔ اس سلسلہ میں جو داخل ہوتا ہے وہ ابتلا سے خالی نہیں رہ سکتا۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ صفحہ 257-258)

حسن کارکردگی مجلس انصاراللہ پاکستان 2012ء

مجالس : مجلس انصاراللہ پاکستان میں سال 2012ء کے دوران حسن کارکردگی کی بناء پر مجالس انصاراللہ میں سے درج ذیل مجالس اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی دس پوزیشنوں پر رہی ہیں اور **دارالنور فیصل آباد علم انعامی کی حقدار ٹھہری ہے۔**

اوّل: مجلس انصاراللہ دارالنور فیصل آباد	**دوم**: انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی	**سوم**: مجلس انصاراللہ ربوہ
چھارم: مجلس انصاراللہ کریم نگر فیصل آباد	**پنجم**: انصاراللہ رچنا ٹاؤن لاہور	**ششم** 1: فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور 2: ڈرگ کالونی کراچی
ھفتم : مجلس انصاراللہ جوہر ٹاؤن لاہور	**ھشتم** : انصاراللہ دارالحمد فیصل آباد	**نھم** : انصاراللہ گلزار ہجری کراچی
دھم : مجلس انصاراللہ فیصل ٹاؤن لاہور		

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے''

اضلاع: مجلس انصاراللہ پاکستان میں سال **2012**ء کے دوران حسن کارکردگی کی بناء پر نظامت ہائے اضلاع میں سے درج ذیل اضلاع اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی دس پوزیشنوں پر رہے ہیں:

اوّل: نظامت ضلع لاہور	**دوم**: نظامت ضلع کراچی	**سوم**: نظامت ضلع فیصل آباد
چھارم: نظامت ضلع حیدر آباد	**پنجم**: نظامت ضلع سانگھڑ	**ششم** : نظامت ضلع ساہیوال
ھفتم : نظامت ضلع خوشاب	**ھشتم** : نظامت ضلع سرگودھا	**نھم** : نظامت ضلع بھکر
دھم : نظامت ضلع لاڑکانہ		

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے''

علاقہ جات: اسی طرح مجلس انصاراللہ پاکستان میں سال **2012**ء کے دوران حسن کارکردگی کی بناء پر نظامت ہائے علاقہ میں سے درج ذیل علاقہ جات اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی تین پوزیشنوں پر رہے ہیں۔

اوّل: نظامت علاقہ لاہور	**دوم**: نظامت علاقہ فیصل آباد	**سوم** : نظامت علاقہ سکھر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش ہونے پر حضور انور ایدہ' اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے''

اللہ تعالیٰ یہ اعزازات نظامت علاقہ جات، اضلاع اور مجالس کیلئے مبارک کرے اور بیش از پیش خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

(مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی)

سیرت النبیؐ

حضرت محمد رسول ﷺ کی شبانہ روز زندگی کے حسین نمونے

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ ○

(مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس شوریٰ انصاراللہ پاکستان کی سفارش پر 2013ء کو سیرۃ النبی ﷺ کے سال کے طور پر منانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اس مناسبت سے زیر نظر مضمون میں افضل الرسل ﷺ کے پاک اور حسین نمونہ کے معمولات شبانہ روز کا ایک خاکہ بیان کرنا مقصود ہے تا کہ رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کا دم بھرنے والے اپنے روزمرہ معمولات میں سنتِ رسول اور حبیبِ خدا کی خوبصورت ادائیں اپنا کر کے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے والے ہوں۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ مظہر اتم الوہیت، عظیم الشان اخلاق کے حامل تھے، حسن و احسان کے آفتاب عالمتاب تھے، حسن ظاہری کے لحاظ سے آپ کا کھلتے ہوئے سفید رنگ کا بھرا ہوا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوتا تھا۔ ایک چاندنی رات میں حضرت جابر بن سمرةؓ نے آپ ﷺ کو سرخ جوڑے میں دیکھا تو کبھی چاند پر نظر ڈالتے اور کبھی آپ ﷺ کے پرنور چہرے پر اور بالآخر یہی فیصلہ کیا کہ آپ ﷺ چاند سے بھی بڑھ کر حسین ہیں۔ اسی حسین مکھڑے کو دیکھ کر شاعر دربار نبوی ﷺ حضرت حسانؓ نے سچ ہی تو کہا تھا:

وَاَحۡسَنُ مِنۡکَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَیۡنِیۡ
وَاَجۡمَلُ مِنۡکَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّأً مِنۡ کُلِّ عَیۡبٍ
کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَاءُ

کہ تجھ سے بڑھ کر حسین کسی آنکھ نے کیا دیکھا ہوگا۔ آپؐ سے زیادہ خوبصورت تو کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپؐ تو ہر عیب سے ایسے پاک وصاف پیدا ہوئے کہ یوں لگتا ہے جیسے آپؐ جیسا خود چاہتے تھے ویسے ہی پیدا کئے گئے۔

جہاں تک آپ ﷺ کے احسانات کا تعلق ہے آپ ﷺ نے بہترین اخلاق فاضلہ کے ذریعہ اپنی امّت کو ایک حسین نمونہ عطا فرمایا ہے۔ جس کے بارہ میں امّت کو یہ ہدایت بھی فرمائی کہ جس شخص نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میں میری کسی ایک سنت کو بھی قائم رکھا اس کے لئے سو شہیدوں کا درجہ ہے۔ (الزھد الکبیر للبیھقی جلد 1 ص221)

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد بھی احیاء دین وسنت نبوی ہے۔ اس لحاظ سے یہ مضمون جہاں عشاق رسولؐ کے لئے ایک دعوت روحانی ہے وہاں صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر اس شخص کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتے اور اللہ کو بہت یاد رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:22)

اللہ تعالیٰ نے اسی افضل الانبیاء کی پیروی کا حکم دیتے ہوئے آپ ﷺ کے ذریعہ ہی یہ اعلان کروایا کہ: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡلَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ (آل عمران:32)

یعنی (اے نبی) تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ

بخش دے گا۔

ہمارے نبی کریمؐ کے دن رات جس طرح مصروفیات سے معمور اور ذاتی وقومی کاموں سے بھرپور ہوتے تھے، اس کا اندازہ اس ارشاد ربانی سے بآسانی ہوجاتا ہے:

یعنی اے چادر میں لپٹے ہوئے (خدا کی رحمت کا انتظار کرنے والے نبی) اپنی رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کر۔ یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم کر دے۔ یا نصف رات سے کچھ بڑھا دیا اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھا کر۔ ہم تجھ پر ایک بھاری فرمان اُتارنے والے ہیں۔ رات کا اُٹھنا یقیناً (نفس کو) پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔ یقیناً تیرے لئے دن کو بہت لمبا کام ہوتا ہے۔ (المزمل 2 تا 8)

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے

رسول اللہ ﷺ کی اس مجاہدانہ زندگی اور 23 سالہ جدوجہد کی لمحہ بلمحہ تفصیل کے بیان کا تو یہ موقع نہیں ہاں ان کاموں کا ذکر اشارۃً کیا جاسکتا ہے تاکہ آپ ﷺ کی مصروفیات اور محنت کا کچھ اندازہ ہو۔

استاذی المکرّم سید میر محمود احمد ناصر صاحب نے اپنے ایک درس حدیث میں سرسری طور پر ہی آنحضور ﷺ کے بیس اہم کاموں کی فہرست بیان کی تھی تاہم جتنا اس موضوع کی باریکی اور تفصیل میں جائیں، یہ فہرست طویل ہوتی جاتی ہے۔ یہ سارے کام روزمرّہ نوعیت کے نہ سہی پھر بھی یہ پہاڑوں جیسی ذمہ داریاں مردانہ وار ادا کرتے چلے جانا ہمارے آقا و مولا ﷺ کی ہی شان تھی۔ ان کاموں کی کسی قدر تفصیل اس طرح ہے

1۔ رسول اللہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کو توجہ سے سن کر دہرانا اور یاد رکھنا۔

2۔ قرآنی وحی کی حکمتوں اور معارف کو قلب و ذہن میں محفوظ کر کے صحابہ کے سامنے بیان فرمانا۔

3۔ وحی قرآنی کو کاتبوں کے ذریعہ املاء کروا کے اس کی حفاظت کا انتظام۔

4۔ اپنے عملی نمونہ سے احکام قرآنی کی تصویر پیش کرنا۔

5۔ حسب حالات نصف یا دو تہائی رات تک عبادت کرنا

6۔ تہجد اور نمازوں کیا وقات کے علاوہ بھی قرآن شریف کی تلاوت۔

7۔ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری۔

8۔ معاشرتی و تربیتی امور کے لئے انصار مدینہ کے گھروں میں جا کر ملاقاتیں کرنا۔

9۔ روزانہ پانچ نمازوں کی امامت

10۔ خطبہ جمعہ اور خطبہ عیدین وغیرہ کی ذمہ داری

11۔ دوران ہفتہ مجالس میں متعدد دروس یا تقاریر

12۔ مجالس عرفان، تعبیر الرؤیا و محافل سوال و جواب

13۔ روزانہ مسلمانوں اور غیر مسلموں سے انفرادی ملاقاتیں

14۔ خواتین کی تربیت کے لئے الگ مجالس کا اہتمام

15۔ باہر سے آنیوالے مختلف وفود اور مہمانوں سے ملاقاتیں

16۔ آنے والے مہمانوں کی ضیافت اور قیام و طعام

17۔ سیر و تفریح یا دورہ کے لئے مدینہ اور اس کی نواحی بستیوں میں جانا

18۔ صحابہؓ کے قبائلی، معاشرتی و خاندانی معاملات میں اصلاح احوال کے لئے ذاتی توجہ

19۔ بطور سربراہ اعلیٰ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے قضائی معاملات کے فیصلے

20۔ انتظامی اور مشاورتی اجلاسات

21۔ خطوط لکھوانے اور ان کے جواب دینے کا اہتمام

22۔ ازواج مطہرات اور وسیع خاندان کی خبرگیری اور ان کے مسائل حل کرنا

23۔ عیادت مریضان اور حسب موقع تجویز علاج

24۔ ضرورت مند صحابہؓ کے رشتہ ناطہ کیلئے ذاتی کاوشیں

25۔ نکاح، شادی، بچہ کی پیدائش وغیرہ معاشرتی تقریب

میں شرکت

.26۔وفات کے موقع پر جنازہ وتدفین وغیرہ میں شرکت اور پسماندگان سے تعزیت

.27۔وفات یافتگان کے لئے قبرستان جاکر دعا کرنا

.28۔غرباء اور مساکین کی خبر گیری اور بھوکوں کو کھانا کھلانا

.29۔غرباء و امراء کی دعوت وغیرہ قبول کرنا

.30۔زکوٰۃ،طوعی صدقات،فدیہ اور جزیہ کی آنے والی رقوم کی بروقت تقسیم کا انتظام

.31۔اموال زکوٰۃ کے جانوروں کا انتظام اور نگرانی

.32۔ملک عرب کی عمومی حکومت اور مدینہ اور اسکے ماحول کی حکومت کا خصوصی طور پر براہ راست انتظام

.33۔فتنہ پرداز منافقین کی نگرانی اور انکی شرارتوں کا سد باب

.34۔دشمن کے حملوں کیلیئے دفاعی انتظام و تیاری

.35۔غزوات اور حج وغیرہ کے لئے سفر

ان اہم ذمہ داریوں کی ادائیگی فرماتے ہوئے جن پاکیزہ خصائل کا اظہار ہمارے نبی ﷺ سے ہوا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔یہ خلق عظیم ہر روز ایک نئی شان کے ساتھ آپ ﷺ سے جلوہ گر ہوئے اور ہر آنیوالا دن پہلے سے زیادہ آپ ﷺ کی عظمت کا گواہ بنتا چلا گیا جس کی گواہی خدائے ذوالعرش نے بھی دی فرمایا: وَلَلاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (الضحیٰ:5) یعنی اور یقیناً تیری ہر بعد کی حالت پہلی حالت سے بہتر ہے اور آپ کا ہر آنیوالا دن گزرے ہوئے دن سے ترقی پذیر ہوتا تھا۔

دعویٰ نبوت سے قبل آپ ﷺ کی چالیس سالہ زندگی پر آپ ﷺ کے ہر موافق و مخالف نے آپ ﷺ کی عفت، پاکدامنی، حیاء،صدق وامانت،تقویٰ و ورع اور انقطاع الی اللہ پر گواہی دی۔اسی طرح دعوء نبوت سے بعد کے مبارک دور میں آپ ﷺ کے اخلاق فاضلہ خوف و محبت الٰہی، عقل و فراست،صبر و استقامت،حلم و تحمل، رأفت و رحمت،علو ہمت، استقلال و شجاعت،عدل و انصاف، ایثار و تواضع ، زہد و قناعت، ادب و مروّت، جود وسخاوت اس شان سے ظاہر ہوئے کہ ان کو دیکھ کر ہر انصاف پسند انسان بے اختیار کہہ اٹھا

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے بجا طور پر فرمایا:

''وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً وصدقاً وثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا۔''

(اتمام الحجۃ،روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

اسی طرح فرماتے ہیں:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔یعنی وہی نبیوں کا سردار۔رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔''

(سراج منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 72)

دراصل رسول اللہ ﷺ کا یہ پاکیزہ نمونہ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کی تصویر تھا یعنی میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کیلیئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے تمام انفاس اور آپ ﷺ کی موت محض خدا کے لئے ہوگئی تھی۔اور آپ ﷺ کے وجود میں نفس اور مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا اور آپ ﷺ کی روح خدا کے آستانے پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرّہ آمیزش

نہیں رہی تھی اور چونکہ خدا سے محبت کرنا اور اس کی محبت میں اعلیٰ مقام قرب تک پہنچنا ایک ایسا امر ہے جو کسی غیر کو اس پر اطلاع نہیں ہو سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ایسے افعال ظاہر کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے درحقیقت تمام چیزوں پر خدا کو اختیار کر لیا تھا اور آپ ﷺ کے ذرّہ ذرّہ اور رگ و ریشہ میں خدا کی محبت اور خدا کی عظمت ایسی رچی ہوئی تھی کہ گویا آپ کا وجود خدا کی تجلیات کے پورے مشاہدہ کیلئے ایک آئینہ کی طرح تھا۔'' (ریویو آف ریلیجنز جلد 1 صفحہ 185 تا 187)

الغرض ہمارے نبی ﷺ اپنے مولیٰ میں فنا اور اس کی راہ کے لئے وقف تھے اور حالت یہ تھی کہ:

اسی فکر میں رہتے تھے روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

شب و روز کی دعائیں

اس عظیم رسول کی زندگی کے شب و روز ایک طرف اپنے مولیٰ کی کامل بندگی میں گزرتے تھے تو دوسری طرف بنی نوع انسان کی ہمدردی سے اس کا دل گداز رہتا تھا اور انہی دونوں مقاصد کے حصول میں آپ ﷺ نے اپنے وجود کو ہلکان کر دیا تھا۔ اسی حصولِ مقصد کیلئے آپ ﷺ اکثر غمگین رہتے تھے۔ دن بھر کے بے پناہ کاموں سے تھکے ہوئے رات جب آرام کرنے لگتے تو بھی اپنے مولا کو نہ بھولتے۔ فرماتے تھے بیشک میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا بس اسی اللہ کو یاد کرتے ہوئے یوں سرہانے پر سر رکھتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحیَا. (بخاری کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں۔ اور تیرے نام سے ہی زندہ ہوتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کا ہر لمحہ خدا کی یاد میں صرف ہوتا تھا۔ آپؐ روزانہ عطا ہونے والی ہر نعمت پر خدا کا شکر کرتے تھے۔ ہر مصیبت پر اسی سے مدد طلب کرتے تھے، ہر معمولی کام حتیٰ کہ جوتی کے تسمہ کے لئے بھی دعا کی تلقین فرماتے اور یہی آپ کا اپنا نمونہ تھا۔ رات کو جب آنکھ کھلتی، عبادت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے مگر بالعموم نصف شب کے وقت جب دنیا آرام دہ بستروں میں پڑی سو رہی ہوتی، آپ ﷺ عبادت اور نوافل کیلئے اٹھ جایا کرتے اور اللہ کی حمد کرتے ہوئے یہ دعا پڑھ کر اپنے بستر سے جدا ہوتے:

اَلحمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَحیَانَا بَعدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیہِ النُّشُورُ.

(بخاری کتاب الدعوات)

یعنی تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی بخشی اور اُسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہوگا۔

بیدار ہو کر آپ ﷺ سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی بھی تلاوت فرماتے کہ غور و فکر اور عبادت اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو۔ سو کر اٹھنے کے بعد طبعاً قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی ہے، آپؐ بیت الخلاء میں جاتے ہوئے بھی ہر قسم کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِکَ مِنَ الخُبثِ وَالخَبائِثِ

(بخاری کتاب الطہارت)

کہ اے اللہ! میں ہر قسم کی ناپاک چیزوں اور ناپاک کاموں اور باتوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

بیت الخلاء میں انسان ذکر الٰہی نہیں کر سکتا تو اس سے باہر آتے ہوئے اس محرومی کے ازالہ کی خاطر ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی بخشش طلب کرتے: غُفرَانَکَ

(ترمذی کتاب الطہارۃ)

یعنی اے اللہ! میں تیری مغفرت کا خواستگار ہوں۔

نماز سے پہلے آنحضرت ﷺ نے وضو اور طہارت کو ضروری قرار دیا۔ آپ ﷺ صفائی کو نصف ایمان قرار دیتے تھے۔ میاں بیوی کے تعلقات کے بعد غسل جنابت کی ہدایت تھی۔ جسم کی صفائی، ناخنوں اور بالوں کی تراش خراش کا خاص خیال رکھتے۔ سر کے بال کانوں کی لو تک رہتے تھے۔ تہجد کے علاوہ دن میں پانچ مرتبہ نمازوں کے لئے وضو کرنے

کا حکم تو تھا ہی۔ جسم کی صفائی کیلئے ہفتہ میں کم از کم دو مرتبہ نہانے کی ہدایت فرماتے۔ رسول کریم ﷺ عمدہ خوشبو اور اس کا تحفہ پسند کرتے اور استعمال فرماتے تھے۔ جہاں سے گزر جاتے اپنی خوشبو کی مہک چھوڑ جاتے۔ بقول جناب چوہدری محمد علی مضطر صاحب ؎

خوشبوؤں میں تیری ہی خوشبو تھی دلنواز
پھولوں میں پھول تیرے ہی رخ کا گلاب تھا

رسول کریم ﷺ مساجد میں صفائی کا خاص خیال رکھتے اور صحابہؓ کو نصیحت فرماتے کہ اجتماع کے موقع پر بدبودار چیزیں کھا کر نہ آیا کریں۔ راستوں اور سڑکوں کی صفائی کیلئے آپ ﷺ خاص طور پر ہدایت کرتے اور فرماتے تھے کہ راستوں کو روک کر بیٹھنا نہیں چاہیے اور نہ ہی ان میں قضائے حاجت وغیرہ کرنی چاہئے۔

وضو سے پہلے آپ ﷺ مسواک کرتے اور فرماتے تھے کہ اگر میں امت پر گراں خیال نہ کرتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ وضو کے ذریعہ ظاہری طہارت حاصل کرتے ہوئے آپ اپنے اصل مقصود باطنی طہارت کیلئے یوں دعا کرتے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلنِی مِنَ التَّوَّابِینَ وَاجْعَلنِی مِنَ المُتَطَھِّرِینَ.

(ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں میں سے بنا دے۔

اس کے بعد آپؐ نماز تہجد کیلئے کھڑے ہو جاتے۔ رات کو اپنے رب کی عبادت آپ ﷺ کی اصل خواہش وتمنا ہوتی تھی۔ نماز تہجد کی ادائیگی کا طریق یہ تھا کہ ماہ رمضان ہو یا رمضان کے علاوہ ایام، آپ ﷺ گیارہ رکعات ادا فرماتے تھے تاہم کبھی کم وبیش بھی پڑھیں مگر عام طور پر آپؐ دو دو رکعات کر کے آٹھ رکعتیں اور پھر تین وتر ادا فرماتے۔ رات کی یہ نماز نہایت حسین اور لمبی ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ نوافل میں طویل قیام کے دوران آپؐ قرآن شریف کی لمبی تلاوت فرماتے یہاں تک کہ پاؤں متورم ہو جاتے۔ آپؐ لمبے رکوع وسجود کرتے سجدے میں دعا اور گریہ کی اس قدر انتہا ہوتی کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کے ابلنے اور چکی چلنے جیسی آواز آنے لگتی۔

نماز تہجد سے فارغ ہو کر نماز فجر کے انتظار میں کچھ دیر آرام فرما لیتے یا اگر اہل خانہ بیدار ہوتے تو ان سے بات کر لیتے یہاں تک کہ صبح کی اذان ہو جاتی۔ دراصل نماز ہی آپ ﷺ کی روح کی غذا اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ آپؐ ہر نماز کی اذان پر لبیک کہتے ہوئے پہلے اذان کے کلمات ساتھ دہراتے پھر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلوٰۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الوَسِیلَۃَ وَالْفَضِیلَۃَ وَابعَثْہُ مَقَامًا مَّحمُودَ نِ الَّذِی وَعَدتَّہٗ، اِنَّکَ لَا تُخلِفُ المِیعَادَ۔

(ا۔ بخاری کتاب الاذان ۲۔ سنن بیہقی کتاب الصلوٰۃ)

یعنی اے اللہ اس کامل دُعا اور قائم ہونے والی نماز کے ربّ! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

اپنے مؤذّن حضرت بلالؓ کے اطلاع کرنے پر دو رکعت سنت مختصر ادا کر کے نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے اللہ کی حفاظت چاہتے ہوئے آپ یہ دعا کرتے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوذُبِکَ مِن اَن نَزِلَّ اَو نَضِلَّ، اَو

نَظلِمَ اَو نُظلَمَ،اَو نَجھَلَ اَو یُجھَلَ عَلَینَا.

(ترمذی وابوداؤد کتاب الادب)

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ میں گھر سے باہر نکلتا ہوں۔ میں نے اللہ پر توکل کیا اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت یا طاقت حاصل نہیں۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اس بات سے کہ ہم کوئی لغزش کھائیں یا گمراہ ہوں یا کسی پر ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت یا نافرمانی کی کوئی بات کریں یا ہمارے خلاف کوئی جہالت کی جائے۔

گھر میں داخل ہونے سے قبل السلام علیکم کی دعائے سلامتی سے اپنی آمد کی اطلاع فرماتے پھر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اور خیر و بھلائی چاہتے ہوئے یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَساَلُکَ خَیرَ المَولِجِ ،وَ خَیرَ المَخرَجِ بِسمِ اللّٰہِ وَ لَجنَا وَ بِسمِ اللّٰہِ خَرَجنَا ، وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلنَا .

(ترمذی ابواب الادب۔ ابوداؤد کتاب الادب)

اے اللہ ! میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی اور خیر طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہم گھر میں داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ ہم گھر سے نکلے اور اللہ پر جو ہمارا ربّ ہے،ہم نے توکل کیا۔

مسجد جاتے ہوئے آپؐ اپنے مولیٰ سے عرض کرتے کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں میں کسی غرور اور فخر یا ریا اور شہرت کی خاطر نہیں نکلا بلکہ میں اپنے گناہوں سے بھاگتے اور دوڑتے ہوئے تیری طرف آیا ہوں۔ تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضامندی کے حصول کی خاطر نکلا ہوں۔ تیرے دربار میں میرا ایک سوال ہے کہ مجھے آگ سے بچا اور میرے گناہ بخش دے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت آپؐ اللہ کی رحمت طلب کرتے ہوئے یہ دعا کرتے:

بِسمِ اللّٰہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلی رَسُولِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی ذُنُوبِی وَافتَح لِی اَبوَابَ رَحمَتِکَ

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ (میں آتا ہوں) درود اور سلام ہوں رسول اللہ پر اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

نماز میں ہی آپؐ کی ساری لذت اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ آپؐ فرض نمازوں کی بروقت اور باجماعت ادائیگی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور سفر و حضر یا بیماری وغیرہ کا کوئی معمولی عذر اس میں آڑے نہ آنے دیتے تھے۔ سفر ہو یا جنگ کی حالتِ خوف آپؐ نے ہمیشہ نماز کا اہتمام کیا، سفر میں نماز قصر اور جمع کر کے ادا کرتے۔ اسی طرح بارش وغیرہ کے موسم یا دینی ضروریات کے لئے بھی نمازیں جمع کیں۔ سفر میں بھی نماز تہجّد اور نوافل ادا کرتے تھے خواہ سواری پر ہی ادا کرنی پڑیں۔ البتہ فرض نماز کی ادائیگی کے لئے سواری سے اتر کر نماز کا انتظام کرواتے سوائے بارش وغیرہ کی مجبوری کے۔

نماز کے ذریعہ آپؐ اپنے رب کی رحمتیں اور برکتیں جذب کرتے تھے۔ عبادت میں ایسا انہماک ہوتا تھا کہ جیسے معبود حقیقی سامنے نظر آ رہا ہو، اکیلے میں تو آپ ﷺ کی نمازیں بہت لمبی ہوتی تھیں لیکن فرض نمازیں نسبتاً مختصر اور معتدل پڑھاتے تاکہ کمزور بوڑھوں، بیماروں اور بچوں پر گراں نہ ہو۔ بعض دفعہ تو بچوں کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر فرما دیتے تھے۔ نماز میں آپؐ کی قراءت نہایت خوبصورت اور خوش الحان ہوتی تھی کہ خدائے ذوالعرش اور فرشتے بھی آفرین کہہ اٹھتے ہر آیت کو الگ کر کے پڑھتے اور اس پر رکتے۔ سورہ فاتحہ کی ہر آیت پر وقف فرماتے تھے۔ ہر رحمت کی آیت پر دعا اور عذاب کی آیت پر پناہ طلب کرتے۔

نمازوں میں ارشاد ربانی فاقرؤا ما تیسّر من القرآن کی روشنی میں سورہ فاتحہ کے ساتھ حسب حالات و سہولت تلاوت فرماتے۔ فجر کی نماز میں نسبتاً لمبی جہری قراءت ہوتی، عام دنوں میں سورہ ق اور تکویر بھی فجر میں پڑھی اور سفر میں سورہ کافرون اور اخلاص بھی۔ اسی طرح جمعہ کے دن نماز فجر میں حم سجدہ اور سورہ دہر بھی تلاوت کی۔ ظہر و عصر کی نمازوں کی

پہلی دو رکعات میں فاتحہ کے ساتھ سرًّا تلاوت کرتے جس کی وجہ سے وہ نسبتاً لمبی ہوتی تھیں اور بعد کی رکعات پہلی کی نسبت قدرے مختصر۔ نماز مغرب میں بھی سورہ کافرون اور اخلاص کی بھی تلاوت کی اور سورہ مرسلات اور طور بھی پڑھی۔ نماز عشاء میں سورہ التین کی بھی تلاوت کی اور سورہ شمس، اللّیل اور الضحیٰ بھی۔ نماز جمعہ اور عیدین میں اکثر سورۃ الاعلیٰ اور الغاشیۃ پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۃ الجمعۃ اور المنافقون بھی۔

نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے آپؐ اللہ کا فضل اس طرح چاہتے

بِسمِ اللہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ علی رَسُولِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی ذُنُوبِی وَافتَح لِی اَبوَابَ فَضلِکَ.

(ابن ماجہ کتاب المساجد و ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ (میں داخل ہوتا ہوں) درود اور سلام ہوں رسول اللہ پر۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

نماز سے سلام پھرنے کے بعد آپؐ تین مرتبہ استغفراللہ (میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں) پڑھ کر یہ دعا اور کچھ اور دعائیں بھی پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اَنتَ السَّلَامُ وَمِنکَ السَّلَامُ، تَبَارَکتَ یَا ذَاالجَلَالِ وَالاِکرَامِ. (مسلم کتاب المساجد)

یعنی اے اللہ! تیرا نام سلام ہے، سلامتی تجھ سے ہی ملتی ہے، اے جلال اور عزت والے! تو بہت برکت والا ہے۔

اس کے بعد آپؐ تینتیس تینتیس دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

نماز فجر کے بعد آپ ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما ہوتیاور ذکر الٰہی سے فارغ ہو کر ان کی احوال پرسی فرماتے، دلچسپی کی خاطر زمانہ جاہلیت کی باتیں بھی سنتے، پھر آپؐ صحابہ سے پوچھتے کہ اگر کسی کو کوئی خواب آئی ہو تو سنائے، اچھی خواب پسند کرتے اور اسکی تعبیر بیان فرماتے، کبھی اپنی کوئی خواب بھی سنا دیتے۔ (بخاری کتاب تعبیر الرؤیا)۔

مجلس میں چھینک آنے پر منہ پر ہاتھ یا رومال رکھ لیتے اور دھیمی آواز میں الحمد للہ کہتے۔ کسی دوسرے کو چھینک آئے تو الحمد للہ کے جواب میں اسے یرحمک اللہ کی دعا دیتیکہ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ آپ ﷺ کی پاکیزہ صحبت تعلیم و تربیت کے عمدہ مواقع ہوتے تھے۔ آپ ﷺ شیریں بیان تھے، گفتگو میں ایسی ترتیب اور حسن تھا جیسے کسی مالا کے موتی ہوں۔ بغیر ضرورت گفتگو نہ فرماتے، جھوٹ سے زیادہ کوئی بات آپ ﷺ کو ناپسند نہ تھی۔ شگفتہ مزاج بھی فرماتے مگر مذاق میں بھی حق بات کے سوا منہ سے کچھ نہ نکلتا۔ آپ ﷺ کی ہنسی مسکراہٹ کی حد تک ہوتی تھی۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا ہم نے نہیں دیکھا۔

انداز تربیت

صحابہ کو وعظ و نصیحت میں ناغہ کرتیتا کہ اکتا نہ جائیں۔ اپنی بات تین دفعہ دہراتے، ایسی وضاحت اور نرمی سے کہ ذہن نشین ہو جائے۔ تقریر دلپذیر، نہایت فصیح و بلیغ اور دلنشین ہوتی۔ پر جوش خطاب میں جلال سے آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی۔

آپؐ نام لیکر کسی کی مذمت نہ کرتے۔ ہمیشہ غیبت، پردہ دری اور سوء ظن سے کنارہ کش رہتے۔ معمولی احسان کا ذکر تعظیم سے کرتے۔ کسی کے حق سے تجاوز کرنے پر ناراض ہوتے۔ اپنی ذات کی خاطر کبھی انتقام نہ لیتے۔ کبھی کسی خادم یا عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ غصہ میں منہ پھیر لیتے اور خوشی میں آنکھیں نیچے کر لیتے۔

گفتگو میں الفاظ کا چناؤ احتیاط سے کرتے۔ خصوصاً کمزوروں کی عزت نفس کا خیال کرتے۔ عرب سردار اپنے غلاموں کو عبد یعنی نوکر کہتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا فتیٰ یعنی جوان کہہ کر مخاطب کیا کرو۔ اسی طرح سردار کو رب کہا جاتا، آپ ﷺ نے فرمایا سید یعنی سردار کا لفظ استعمال کیا کرو۔ عمدہ اشعار پسند فرماتے اور گنگناتے بھی تھے بعض دفعہ فی البدیہہ اشعار بھی کہے۔

فرماتے تھے مجلس میں بیٹھے ہوئے میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ صبح کے وقت آپ ﷺ کی بابرکت مجلس طلوع آفتاب تک جاری رہتی۔ اس نشست کے برخاست ہونے تک آپ ﷺ دن بھر کی مصروفیات طے فرمالیتے ،دن چڑھے آپ ﷺ گھر تشریف لاتے اور اپنے بھرپور دن کا استقبال اس دعا سے کرتے۔

اَصبَحنَا وَاَصبَحَ المُلکُ لِلّٰہِ ،وَالحَمدُ لِلّٰہِ ،وَلاَ اِلٰہَ اِلَّااللہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہ،لَہُ المُلکُ،وَلَہُ الحَمدُ،وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ، رَبِّ اَسالُکَ خَیرَ مَا فِی ھٰذَا الیَومِ وَخَیرَ مَا بَعدَہ،وَاَعُوذُبِکَ مِن شَرِّ مَا فِی ھٰذَا الیَومِ وَ شَرِّ مَا بَعدَہ،رَبِّ اَعُوذُبِکَ مِنَ الکَسَلِ وَسُوءِ الکِبَرِ،رَبِّ اَعُوذُبِکَ مِن عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی القَبرِ.

(مسلم کتاب الذکر)

یعنی ہم نے صبح کی اور تمام ملک نے بھی خدا کی خاطر صبح کی۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب بادشاہت اُسی کی ہے اور سب حمد بھی اسی کو زیبا ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اے میرے ربّ! میں تجھ سے اِس دن کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی بھی اور میں تجھ سے اس دن کے شرّ کی پناہ مانگتا ہوں اور اِس کے بعد کی برائی سے بھی۔ اے میرے ربّ! مَیں سُستی بڑھاپے کی بد حالی سے پناہ مانگتا ہوں۔ میرے پروردگار! میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

شام کو لفظ صبح کی بجائے شام کے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہی دعا آپ ﷺ پڑھا کرتے تھے یعنی اَصبَحنَا وَاَصبَحَ المُلکُ کی جگہ اَمسَینَا وَ اَمسَی المُلکُ لِلّٰہ یعنی ہم نے شام کی اور تمام ملک نے بھی خدا کی خاطر شام کی۔ رسول اللہ ﷺ ہر کام اللہ کے نام سے شروع کرتے اور فرماتے کہ اس کے بغیر کام بے برکت ہوتے ہیں۔

(ہیثمی جلد 13 صفحہ 49)

دن کے دوران صحابہ کی تعلیم و تربیت کے علاوہ ان کے ساتھ قومی کاموں میں بھی شریک ہوتے۔ اپنے کسی صحابی کو تین دن سے زیادہ نماز یا مسجد سے غیر حاضر پاتے تو اس کے بارہ میں پوچھتے۔ اگر وہ سفر پر ہوتا تو اسکے لئے دعا کرتے ، اگر کوئی شہر میں موجود ہونے کے باوجود نماز سے غائب ہوتا تو اس کی ملاقات کو جاتے ، بغرض ملاقات انصار صحابہ کے گھروں میں جایا کرتے۔ آپ ﷺ کی چال ایسی سبک تھی کہ جیسے ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔ آپ ﷺ گردن اکڑ کر کبھی نہ چلتے بلکہ نظریں نیچی رکھتے اور ہمیشہ سلام کرنے میں پہل کرتے ۔ جو بات ناگوار ہوتی اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ آپ ﷺ دوسروں کے معاملات میں جن کے ساتھ اپنا کوئی تعلق نہ ہو بیجا دخل اندازی پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ تین چیزوں یعنی جھگڑے، تکبر اور فضول باتوں سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے۔ اپنے صحابہ کے حالات سے باخبر رہتے اور کسی کے بارہ میں یکطرفہ کوئی بات سننا گوارا نہ کرتے اور فرماتے کہ میرا سینہ میرے صحابہ کے بارہ میں صاف رہنے دو۔ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ مسلمانوں میں دھوکہ فریب کی کوئی بات نہ پائی جائے اور مایوسی کی باتوں کے سخت خلاف تھے۔ اپنے صحابہ کو باہم تعاون اور محبت سے مل کر کام کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ کوئی صحابی بیمار ہوتا تو اسکی عیادت کو جاتے اور مریض کا حال پوچھ کر خدا تعالیٰ کو شافی مطلق پر یقین کرتے ہوئے مریض کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کرتے۔

اَذھِبِ البَأسَ رَبَّ النَّاسِ ،وَاشفِ اَنتَ الشَّافِی لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

(بخاری کتاب الطب)

یعنی بیماری کو دور کردے اے لوگوں کے رب ! شفا عطا کر کہ تو ہی شافی ہے۔ تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔

رسول کریم ﷺ کو بے مقصد بازار جانا پسند نہیں تھا۔ فرماتے تھے کہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ جگہ بازار اور

پسندیدہ جگہ خدا کے گھر یعنی مساجد ہیں۔ تاہم کسی ضرورت کے لئے بازار جانا ہوتا تو یہ دعا کر کے جاتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسالُکَ خَیرَ ھٰذِہِ السُّوقِ وَ خَیرَ مَا فِیھَا وَ اَعُوذُ بِکَ مِن شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا فِیھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِکَ اَن اُصِیبَ فِیھَا یَمِینًا فَاجِرَۃً اَو صَفقَۃً خَاسِرَۃً ۔ (کتاب الدعاء للطبرانی جلد 2 صفحہ 168)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار اور جو اس کے اندر ہے اس کی بھلائی کا طلبگار ہوں۔ اور میں اس بازار اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے اللہ! میں اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ بازار میں کوئی جھوٹی قسم کھاؤں یا گھاٹے والا سودا کروں۔

ہمارے نبی ﷺ کو حساب کتاب اور یوم آخرت کی ہمیشہ فکر رہتی۔ فرماتے تھے کہ قبرستان جایا کرو کہ یہ بھی آخرت کو یاد کروانے کا ذریعہ ہے۔ بعض دفعہ تو راتوں کو اٹھ کر جنۃ البقیع میں جا کر سجدہ میں دعا کرتے پائے گئے۔ اپنے صحابہ کے جنازہ اور تدفین میں شامل ہوتے اور وفات یافتگان کا ہمیشہ ذکر خیر کرنے کی تلقین فرماتے۔ عام دنوں میں بھی قبرستان میں اپنے وفا شعار مرحومین اور عزیزوں کی دعا کے لئے تشریف لے جاتے اور کہتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیکُم اَھلَ الدِّیَارِ مِنَ المُوئمِنِینَ وَ المُسلِمِینَ وَاِنَّا اِنشَاءَ اللّٰہُ بِکُم لَاحِقُونَ اَنتُم لَنَا فَرَطٌ وَ نَحنُ لَکُم تَبعٌ أَسَاَلُ اللّٰہَ العَافِیَۃَ لَنَا وَلَکُم ۔
(نسائی کتاب الجنائز)

یعنی اے مومنوں اور مسلمانوں میں سے دوسرے جہان کے باسیو! تم پر سلامتی ہو یقیناً ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں۔ تم ہمارے پیشرو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا طلبگار ہوں۔

قومی مصروفیات سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے اور جو کھانا میسر ہوتا تناول فرماتے۔ کھانا کھانے سے پہلے بھی آپ ﷺ ہاتھ دھوتے تھے اور کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھو کر کلی کرتے تھے اور پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کے نماز پڑھنا ناپسند فرماتے تھے۔ اللہ کے نام سے کھانا شروع کرتے یا بِسمِ اللّٰہِ عَلیٰ بَرَکَۃِ اللّٰہ کہہ کر آغاز فرماتے یعنی اللہ کے نام سے اور اسکی برکت کے ساتھ ہم شروع کرتے ہیں۔ کھانے کے بعد اللہ کی حمد اور شکر بجالاتے ہوئے یہ دعا کرتے:

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَطعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسلِمِینَ۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

ہمارے نبی ﷺ نیک بھی کھانے میں عیب نہیں نکالا، کھانا پسند آتا تو تناول فرمالیتے اور ناگوار ہوتا تو ترک کر دیتے۔ کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے۔ ہجرت مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں تو لمبے عرصہ تک دودھ اور کھجور ہی کھانا رہا اور کئی دنوں تک گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ بعض دفعہ گھر آکر کھانا طلب کیا اور میسر نہیں آیا تو روزہ ہی رکھ لیا۔ جو ملی گندم کے ان چھنے آٹے کی روٹی استعمال فرماتے تھے۔ دستی کا گوشت پسند تھا۔ سبزیوں میں کدّو شوق سے تناول فرماتے۔ سرکہ کے ساتھ روٹی کھا کر بھی خدا کا شکر کیا اور فرمایا سرکہ بھی کتنا اچھا سالن ہوتا ہے۔ عام مسلمانوں کی دعوت بلا تفریق قبول فرماتے۔

آنحضور ﷺ نے اللہ اور اسکی مخلوق کے حق ادا کرنے کے لئے اپنے اوقات اور معمولات میں ایک شاندار توازن اور اعتدال قائم کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے دن کو تین حصّوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ایک حصہ عبادت الٰہی کے لئے، ایک حصہ اہل خانہ کے لئے اور ایک حصہ اپنی ذات کے لئے، پھر اس میں سے بھی بڑا حصہ قومی خدمت کے کاموں ہی میں صرف ہوتا تھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض جلد 1 صفحہ 136)

جب آپ ﷺ گھر میں موجود ہوتے تو عام آدمی کی طرح گھریلو کاموں میں حصہ لیتے۔ اپنے کپڑے کو پیوند خود لگا لیتے۔ضرورت پڑنے پر جوتا بھی خود ٹانک لیا، کمرے میں جھاڑو بھی دے لیتے، حسب ضرورت جانوروں کو باندھ دیتے اور چارہ بھی ڈال دیتے، جانوروں کا دودھ دوہ لیا کرتے، اپنا خادم کام سے تھک جاتا تو اسکی بھی مدد فرماتے۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 121)

بیت المال کے جانوروں کونشان لگانے کی خاطر خود داغ دیتے، ہمسایوں کے حقوق ادا کرتے، ان کا خاص خیال رکھتے، انہیں تحفے تحائف بھجوایا کرتے تھے۔انہیں ان کی بکریوں وغیرہ کا دودھ تک دوہ کر دیتے۔

نماز ظہر کے بعد کچھ دیر قیلولہ کرتے اور فرماتے کہ قیلولہ کے ذریعہ رات کی عبادت کے لئے مدد حاصل کیا کرو۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 صفحہ 245)

دن میں اپنے اصحاب خصوصاً انصار کے گھروں میں تشریف لے جاتے۔نماز عصر کے بعد ازواج مطہرات کے گھر تشریف لے جا کر باری باری احوال پرسی فرماتے۔نماز مغرب کے بعد جس بیوی کی باری ہوتی سب بیویاں اس گھر میں جمع ہو جاتیں وہاں ان کے ساتھ گھریلو مجلس ہوتی۔

عشاء سے قبل آپ ﷺ کو سونا پسند نہیں تھا تا کہ نماز عشاء کے ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو اور نماز عشاء کے بعد دیر تک فضول گپ شپ میں وقت ضائع کرنا پسند نہ فرماتے تا کہ صبح کی عبادات اور نماز پر بروقت آنکھ کھلے۔

آپ ﷺ کا بستر بھی نہایت سادہ تھا جو بالعموم ایک چمڑا یا اونٹ کے بالوں کا ایک کپڑا ہوتا تھا۔رہائش کے لئے گھر میں ایک کمرہ اور چھوٹا سا صحن تھا۔لباس میں بھی سادگی پسند تھی۔آپ ﷺ کا لباس ستر پوشی اور زینت کی بنیادی شرائط کے مطابق ہوتا تھا۔جمعہ، عیدین اور وفود کی آمد پر عمدہ لباس یا سرخ قبا زیب تن فرماتے۔آپ ﷺ کا عام لباس کرتا اور تہبند یا کرتا اور پاجامہ تھا۔چاندی کی انگشتری بھی پہنی جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔نیا لباس پہننے پر آپ ﷺ دو رکعت نماز ادا فرماتے، پرانا کپڑا کسی ضرورت مند کو دے دیتے اور یہ دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَ خَیْرِ مَا صُنِعَ لَہٗ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ . (ابوداؤد کتاب اللباس)

یعنی اے اللہ! سب تعریف تیرے لئے ہے تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا۔میں اِس کپڑے کی خیر و برکت تجھ سے طلب کرتا ہوں اور وہ خیر و بھلائی بھی جو اِس کپڑے کا مقصد ہے۔اور اے اللہ! میں اِس کپڑے کے شرّ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اُس شرّ سے بھی جو اِس کی وجہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کمال حسن سے نوازا تھا۔یہ حسین وجود جب آئینہ کے سامنے ہوتا تو یہ دعا کیا کرتا۔

اَللّٰھُمَّ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ

(مسند احمد جلد6 صفحہ 150)

یعنی اے اللہ! جیسا کہ تُو نے مجھے خوبصورت شکل و شباہت عطا کی ہے۔اب تو ہی میرے اخلاق بھی حسین اور خوبصورت بنا دے۔

ہمارے نبی امن کے سفیر، سلامتی کے شہزادے اور رحمۃ للعالمین تھے، آپ ﷺ کی رحمت سے انسان تو کیا جانور بھی محروم نہ تھے۔ آپ ﷺ غرباء سے ہمیشہ ہمدردی فرماتے اور انہیں معاشرے میں مناسب مقام دینے کی کوشش کرتے۔ان کی عزت نفس قائم رکھتے ہوئے ان کی ضرورتیں پوری فرماتے۔کم عقلوں کی تربیت محبت سے کرتے تھے اور مذہبی رواداری کا بہت خیال رکھتے تھے تا کہ معاشرہ میں امن قائم ہو۔آپ ﷺ ہمیشہ اپنے اردگرد نیک لوگوں کے رہنے کو پسند فرماتے تھے اور یہی کوشش ہوتی کہ کسی شخص کو ٹھوکر نہ لگے۔کسی کا کوئی عیب پتا چلتا تو اس کی پردہ پوشی فرماتے اور بغیر نام لئے برائی کو دور کرنے کی کوشش

کرتے اور اسکے لئے تدابیر کے ساتھ آپ ﷺ دعائیں بھی کرتے تھے۔

نئے چاند کو دیکھ کر آنیوالے دنوں میں امن و امان اور کامیابیوں اور برکتوں کے طالب ہو کر یہ دعا فرمایا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہ عَلَینَا بِالْاَمنِ وَالایمان وَالسَّلامَۃِ وَالاسلامِ رَبِّی وَ رَبُّکَ اللّٰہُ،ھِلالُ خَیرٍ وَّ رُشدٍ، ھِلالُ خَیرٍ وَّ رُشدٍ،ھِلالُ خَیرٍ وَّ رُشدٍ،اٰمَنتُ بِاللّٰہِ الَّذی خَلَقَکَ. (ترمذی ابواب الدعوات)

یعنی اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن وسلامتی اور ایمان و اسلام کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند) میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے۔ یہ چاند خیر و بھلائی کا چاند ہو، خیر و بھلائی کا چاند ہو، خیر و بھلائی کا چاند ہو، میں اُس اللہ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔

ہمارے نبی ﷺ کو حسب ضرورت غزوات اور حج وغیرہ کے سفر بھی درپیش آئے۔ اس کے لئے حسب حکم الٰہی پہلے سے تیاری رکھتے تھے۔ سواری کے لئے آپ ﷺ کے پاس نہایت عمدہ گھوڑے اور اونٹ تھے۔ گھوڑوں کے نام ورد، قطف اور مندوب وغیرہ تھے ایک اونٹنی قصواء تھی، دوسری تیز رفتار اونٹنی کا نام عضباء تھا جس سے کوئی اونٹنی دوڑ میں آگے نہ بڑھ سکتی تھی۔ سواری پر سوار ہوتے ہوئے آپ ﷺ یہ قرآنی دعا کرتے۔

سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِینَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ (الزخرف14)

یعنی پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔

سفر پر روانہ ہوتے وقت اہل خانہ اور صاحبزادیوں سے مل کر جاتے اور مدینہ میں امیر مقرر فرماتے۔ آسانیٔ سفر، بخیریت واپسی، معیت الٰہی اور پیچھے رہنے والے اہل خانہ کے لئے یہ دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسالُکَ فِی سَفَرِنَا ھٰذَا البِرَّ وَالتَّقویٰ، وَمِنَ العَمَلِ مَا تَرضیٰ اَللّٰھُمَّ اصحَبنَا بِنُصحِکَ، وَاقلِبنَا بِذِمَّۃٍ، اَللّٰھُمَّ ازوِلنَا الاَرضَ، اَللّٰھُمَّ ھَوِّن عَلَینَا فِی سَفَرِنَا ھٰذَا، وَاطوِ عَنَّا بُعدَ الارضِ، اَللّٰھُمَّ انتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ، وَالخَلِیفَۃُ فِی الاَھلِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِن وَعثاءِ السَّفرِ، وَ کَآبَۃِالمَنظَرِ وَ سُوءِ المُنقَلَبِ فِی الاَھلِ وَالمَالِ. (ترمذی الدعوات وابوداؤد الجہاد)

یعنی اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کے طلبگار ہیں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتے ہیں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ! تو ہمارا رفیق سفر ہو جا، اور ہمیں اپنے عہد و پیمان کے ساتھ واپس لوٹانا۔ اے اللہ! زمین کو ہمارے لئے سمیٹ دے۔ اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کر دے اور زمین کی دوری کو ہم سے لپیٹ دے۔ اے اللہ! سفر میں بھی تو ہی ساتھی ہے اور گھر میں بھی تو ہی جانشین ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقت، کسی اندوہناک منظر، اور گھربار کے لحاظ سے بری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

سفر سے بخیریت واپسی پر مسجد نبوی میں شکرانے کے دو نفل ادا کرتے۔ صحابہ کو بھی سفر پر روانہ کرتے ہوئے امیر قافلہ مقرر کرنے کی ہدایت فرماتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غیر معمولی بصیرت اور حسن نظر سے نوازا تھا۔ سیر فی الارض کے دوران گہری نظر سے ماحول کا جائزہ لیتے اور ہر واقعہ سے عبرت یا شکر کی راہ نکال لیتے۔ راستہ میں کسی معذور و مصیبت زدہ پر نظر پڑتی تو یہ دعا کرتے

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذی عَافَانِی مِمَّا ابتَاکَ بِہ وَفَضَّلَنِی عَلٰی کَثِیرٍ مِمَّن خَلَقَ تَفضِیلًا۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے محفوظ رکھا۔ جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی پیدا کردہ بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی۔

آپ ﷺ کو خدا پر کامل توکل تھا۔ سفروں میں آپ ﷺ کی اصل زادراہ تو تقویٰ ہی ہوتی تھی مگر حسب حکم الٰہی زادراہ

بھی ساتھ رکھتے مگر ان تدابیر کے ساتھ نئی بستی میں داخل ہوتے وقت آپ ﷺ یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبعِ وَمَا اَظلَلنَ وَ رَبَّ الْاَرضِینَ وَمَا اَقلَلنَ وَ رَبَّ الشَّیَاطِینِ وَمَا اَضلَلنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَ مَاذَرِینَ فَاِنَّا نَسالُکَ خَیرَ ھٰذِہِ القَریَۃِ ...... (حاکم کتاب المناسک ومعجم الاوسط طبرانی جلد 5 صفحہ 379)

یعنی اے اللہ! سات آسمانوں اور جس پر ان کا سایہ ہے اُن کے ربّ! سات زمینوں اور جو کچھ انہوں نے اٹھا رکھا ہے اُن کے ربّ! اے شیطانوں اور جنہیں انہوں نے گمراہ کیا ہے اُن سب کے ربّ! اے ہواؤں اور جو کچھ وہ اڑاتی ہیں اُن کے رب! ہم تجھ سے اِس بستی اور اس کے رہنے والوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی خیر اور بھلائی کی دُعا کرتے ہیں اور ہم اس بستی اور اس کے باشندوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شرّ سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے لئے اس بستی میں برکت رکھ دے۔ ہمیں اس بستی میں برکت بخش۔ ہمارے لئے اس بستی میں برکت کے سامان مہیا کردے۔ اے اللہ! ہمیں اس کے پھلوں سے رزق دے اور اس کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال اور اس بستی کے نیک بندوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کردے۔

آندھی کے آثار دیکھ کر آپ ﷺ پریشان ہوجاتے کہ کہیں یہ قوم عاد کی ہلاکت جیسا کوئی پیغام نہ لائی ہو۔ تب آپ ﷺ یہ دعا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسالُکَ خَیرَھَا وَ خَیرَ مَا فِیھَا ،وَ خَیرَ مَا اُرسِلَت بِہٖ وَ اَعُوذُ بِکَ مِن شَرِّ ھَاوَ شَرِّ مَا فِیھَا وَشَرِّمَااُرسِلَت بِہٖ (مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے اِس آندھی کی ظاہری و باطنی خیر و بھلائی چاہتا ہوں اور وہ خیر بھی چاہتا ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور میں اس کے ظاہری و باطنی شرّ سے اور اس شرّ سے بھی پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔

قحط سالی کے موقع پر آپ مخلوق خدا کی مفلوک الحالی اور جانوروں کی بدحالی کو دیکھ کر بے چین ہوجاتیاور بڑے جوش سے دعا کرتے۔ بعض دفعہ تو اس دعا کے نتیجہ میں فی الفور بھی بارانِ رحمت کا نزول ہوتا دیکھا گیا۔ دعائیہ الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اسقِنَا غَیثًا مُّغِیثًا مَّرِیًّا مُّرِیعًا نَّافِعًا غَیرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیرَ آجِلٍ اَللّٰھُمَّ اسقِ عِبَادَکَ وَ بَھَائِمَکَ وَ انشُر رَحمَتَکَ وَ اَحیِ بَلَدَکَ المَیِّتَ اَللّٰھُمَّ اسقِنَا اَللّٰھُمَّ اسقِنَا اَللّٰھُمَّ اسقِنَا (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

یعنی اے اللہ! ہمیں برسنے والا پانی پلا۔ گھبراہٹ دور کرنے والا نیک انجام، فائدہ بخش نقصان سے پاک۔ جو جلد آنے والا ہو دیر سے آنے والا نہ ہو۔ اے اللہ! اپنے بندوں کو پانی پلا اور جانوروں کو بھی! اور رحمت پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر۔ اے اللہ ہمیں پانی پلا۔ اے اللہ ہمیں پانی پلا۔ اے اللہ ہمیں پانی پلا۔

موسم گرما کی بارانِ رحمت کے وقت رسول اللہ ﷺ بارش میں باہر نکل آتے اور اپنے اوپر بارش لیکر فرماتے میرے رب کی رحمت کا تازہ قطرہ! گرمیوں کے بعد موسم سرما کی آمد کو پسند کر کے مرحبا کہتے اور فرماتے کہ سردیوں کا آسان روزہ بھی کیا عمدہ غنیمت ہے۔

بارشیں زیادہ ہونے پر ان کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے پریشان ہو کر آپ ﷺ دعا کرتے۔ ایک دفعہ ہفتہ بھر کی بارش کے بعد جب آپ ﷺ نے اِدھر بارش کے تھم جانے کی دعا کی اور اُدھر لوگ نماز جمعہ ادا کر کے باہر نکلے تو آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَینَا وَلَا عَلَینَا ،اَللّٰھُمَّ عَلَی الآکَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَودِیَۃِ وَ مَنَابِتِ الشَّجَرِ.

(بخاری کتاب الاستسقاء)

یعنی اے اللہ ! ہمارے اردگرد بارش برسا ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں چٹانوں، وادیوں اور درختوں کے جنگلوں پر

بارش برسا کسی غیر معمولی بات سے خوشی حاصل ہوتی تو سجدہ شکر بجالاتے۔ فتح مکہ کے موقع پر اپنی سواری پر سجدہ ریز شہر میں داخل ہوئے۔ دوران تلاوتِ قرآن سجدہ کا مضمون آتا تو فوراً سجدہ کرکے یہ دعا پڑھتے۔

سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمعَهُ وَ بَصرَهُ بِحَولِهِ وَ قُوَّتِه ۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی میرا چہرہ سجدہ ریز ہے اُس ذات کے سامنے جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی خاص قدرت و طاقت سے اسے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا کی۔

کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو وضو کرکے دو نفل ادا کرتے۔ اگر فرض نماز کا وقت ہوتا تو بلالؓ کو فرماتے اے بلال ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔ پریشانی کے عالم میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوم بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیثُ کا بہت ورد کرتے کہ اے زندہ اور قائم رہنے والے، تیری رحمت کا واسطہ دے کر میں تجھ سے مدد کا طلبگار ہوں۔ دیگر عبادات کے ساتھ آپ ﷺ نفلی روزوں کا بھی خاص اہتمام فرماتے۔ رمضان کے علاوہ ہر ماہ تین روزے رکھتے۔ بسا اوقات یہ روزیا سلامی مہینہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کو یا سوموار و جمعرات کے دنوں میں رکھنے پسند فرماتے۔ رمضان سے پہلے شعبان کے مہینہ میں نسبتاً زیادہ کثرت سے روزے رکھتے۔ روزہ افطار کرتے وقت آپ ﷺ کی ایک دعا یہ ہوتی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِی وَسِعَت کُلَّ شَیءٍ اَن تَغفِرَلِی ذُنُوبِی. (مستدرک حاکم کتاب الصوم)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو ہر چیز پر حاوی ہے کہ تو میرے گناہ بخش دے۔ قرآنی دعاؤں میں سے کثرت سے آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پھر آپ ﷺ کی زیادہ توجہ عفو و مغفرت کی دعا پر ہوتی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ العَفْوَ وَ العَافِیَةَ فِی الدُّنیَا وَالْآخِرَةِ (ابوداؤد کتاب الادب)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طلبگار رہوں۔

حضرت عائشہؓ کو آپ ﷺ نے لیلۃ القدر میں پڑھنے کے لئے یہ دُعا سکھائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیمٌ تُحِبُّ العَفوَ فَاعفُ عَنِّی. (ترمذی کتاب الدعوات)

کہ اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا کریم ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے، پس مجھ سے درگزر فرما۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کی درخواست پر نماز میں پڑھنے کے لئے ان کو یہ خاص دعا سکھائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمتُ نَفسِی ظُلْمًا کَثِیرًا، وَلَا یَغفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنتَ، فَاغفِرلِی مَغفِرَةً مِّن عِندِکَ وَارحَمنِی، اِنَّکَ اَنتَ الغَفُورُ الرَّحِیمُ.

(بخاری کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ زیادہ ظلم۔ اور تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخشے۔ پس تو مجھے اپنے حضور سے خاص بخشش عطا فرما۔ اور مجھ پر رحم کر۔ بے شک تو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ آخری لمحوں میں آپ ﷺ کے لبوں پر یہ دعا تھی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرلِی، وَارحَمنِی، وَاَلحِقنِی بِالرَّفِیقِ الْاَعلٰی. (بخاری کتاب المغازی)

یعنی اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ دوست (یعنی اپنی ذات) سے ملا دے۔

آپ ﷺ حصول محبت الٰہی کے لئے دیگر دعاؤں کے ساتھ حضرت داؤد والی یہ دعا بھی کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَن یُّحِبُّکَ وَالعَمَلَ الَّذِی یُبَلِّغُنِی حُبَّکَ، اَللّٰھُمَّ اجعَل حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِن نَفسِی وَمَالِی وَاَهلِی وَمِنَ المَاءِ البَارِدِ. (ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور اُس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور میں تجھ سے ایسے

عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔اے اللہ! اپنی محبت میرے دل میں اتنی ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

تقویٰ کے تمام تقاضوں کے پورا کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کے ساتھ آپ اپنے مولیٰ سے اسکے لئے یوں مدد بھی چاہتے

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی. (مسلم کتاب الذکر)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت وتقویٰ کا طلبگار رہوں اور عفّت اور غناء چاہتا ہوں۔اور یہ سب کچھ کر کے بھی ہمیشہ انجام بخیر کے لئے فکرمند رہتے تھے اور یہ دعا کرتے کہ

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّت قَلْبِی عَلٰی دِیْنِکَ .

(ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر قائم کردے۔صحابہؓ نے عرض کیا آپ بھی یہ دعا کرتے ہیں جو ہمیں ایمان پر قائم کرنے والے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا دل رحمان خدا کی دوانگلیوں کے درمیان ہوتا ہے جب خدا چاہے اسے بدل دے۔اسی سلسلہ میں انجام بخیر کی یہ دعا بھی آپ ﷺ نے سکھائی۔

اَللّٰھُمَّ اَحْسِن عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُورِ کُلِّھَا وَاَجِرنَا مِن خِزیِ الدُّنیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

(مستدرک حاکم جلد3 صفحہ 591)

یعنی اے اللہ! سب کاموں میں ہمارا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

آخر میں ان دو نہایت جامع دعاؤں کا ذکر جو آپ ﷺ نے ہمارے جیسے کمزوروں کے لئے اپنے صحابہ کو سکھائیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی ﷺ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے ڈھیر ساری دُعائیں کی ہیں جو ہمیں یاد ہی نہیں رہیں۔تب آپ ﷺ نے صحابہؓ کو یہ جامع دُعا سکھائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ مِن خَیرِ مَا سَاَلَکَ مِنہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوذُبِکَ مِن شَرِّمَااستَعَاذَ مِنہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ...... (ترمذی کتاب الدعوات باب89)

یعنی اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر وبھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد نے پناہ چاہی۔تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔پس تیرے تک دُعا کا پہنچانا لازم ہے اور کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔

حضرت ابو امامہؓ کی ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے ہم احتراماً کھڑے ہوئے اور دُعا کی درخواست کی۔آپ نے دُعا کی۔ہم نے مزید دعا چاہی تو فرمایا اِسی دُعا میں تمہارے لئے ساری دعائیں جمع ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغفِرلَنَا وَارحَمنَا وَارضَ عَنَّا وَتَقَبَّل مِنَّا وَاَدخِلنَا الجَنَّۃَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصلِح لَنَا شَانَنَا کُلَّہ. (ابن ماجہ کتاب الدعاء)

یعنی اے اللہ! ہمیں بخش دے، ہم پر رحم کر، ہم سے راضی ہو اور ہم سے (دُعائیں وعبادتیں) قبول کر اور ہمیں جنت میں داخل کر اور آگ سے بچا اور ہمارے سب کام تو خود بنا دے۔خدا کرے یہ سب دعائیں ہمارے حق میں بھی مقبول ٹھہریں اور خدا کرے کہ سیرۃ النبی ﷺ کے مقدس نام پر منائے جانے والے اس سال میں ہم اپنے اندر ایسی انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں جس کے نتیجہ میں دنیا میں ایک حقیقی انقلاب برپا ہوجائے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔(آمین)۔

یا رب صل علی نبیک دائماً
فی ھٰذہ الدنیا و بعث ثانٍ

جان نثارِ احمدیت

☆مکرم چوہدری نصرت محمود صاحب ☆مکرم منظور احمد صاحب آف کوئٹہ

☆مکرم مقصود احمد صاحب آف کوئٹہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مکرم محترم چوہدری نصرت محمود صاحب کے بارہ میں فرماتے ہیں:
''اس وقت میں ایک (جان نثار) کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں......جو مکرم ومحترم چوہدری نصرت محمود صاحب ابن مکرم چوہدری منظور احمد صاحب گوندل ہیں۔ان کا خاندانی تعارف یہ ہے کہ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت چوہدری عنایت اللہ صاحب (اللہ آپ سے راضی ہو) جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (رفیق) تھے، کے ذریعہ سے ہوا جو شہید مرحوم کے دادا مکرم چوہدری اخلاص احمد صاحب کے کزن تھے۔ بعد میں اُن کی کوششوں سے چوہدری اخلاص احمد صاحب نے بھی خلافت اولیٰ میں بیعت کی تھی۔آپ کے خاندان کا تعلق بہلول پور ضلع سیالکوٹ سے تھا۔چوہدری نصرت صاحب بڑا لمبا عرصہ قریباً تیس سال منڈی بہاؤالدین رہے اور 2008ء میں اپنی اہلیہ اور چھوٹی بیٹی کے ساتھ لانگ آئی لینڈ نیویارک امریکہ میں چلے گئے۔وہاں شہریت اختیار کرلی۔نصرت محمود صاحب 6 مارچ 1949ء کو بہلول پور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر مرے کالج سیالکوٹ سے گریجوایشن کیا۔ پھر شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤالدین میں ملازمت کی۔تقریباً 35 سال وہاں بطور مینیجر کام کیا۔پھر جیسا کہ مَیں نے بتایا آپ امریکہ شفٹ ہوگئے۔یہ ستمبر میں اپنی چھوٹی صاحبزادی شائزہ محمودہ صاحبہ کی شادی کے سلسلے میں امریکہ سے پاکستان آئے تھے۔5/ اکتوبر 2012ء کو شائزہ محمودہ صاحبہ کی شادی سعد فاروق صاحب (۔) کے ساتھ ہوئی، جن کو شادی کے تیسرے دن (قربان) کر دیا گیا تھا جو فاروق احمد صاحب کاہلوں کے بیٹے تھے۔اور 19/ اکتوبر کو جمعہ کے دن سعد فاروق صاحب (قربان) ہوئے۔جیسا کہ میں نے سعد فاروق کے جنازے پر بھی بتایا تھا ان کے سمدھی محترم فاروق احمد کاہلوں صاحب اور چند دیگر افرادِ خاندان کے ساتھ یہ لوگ بیت الحمد بلدیہ ٹاؤن سے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد گھر واپس آرہے تھے کہ نامعلوم افراد نے آپ لوگوں پر فائرنگ کردی۔سعد فاروق صاحب تو جو موٹر سائیکل پر تھے موقع پر (قربان) ہوگئے، دو تین ہفتہ پہلے اُن کا جنازہ پڑھا گیا تھا۔دیگر دو افراد زخمی ہوئے تھے۔ایک گولی آپ کی گردن میں لگی اور دو گولیاں آپ کے، چوہدری نصرت محمود صاحب کے سینے پر لگی تھیں۔فوری طور پر آپ کو ہسپتال لے جایا گیا اور وہاں سے پہلے عباسی شہید ہسپتال پھر آغا خان میں شفٹ کیا گیا۔تقریباً اڑتیس (38) دن آپ زیر علاج رہے اور آخر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے (اور ان کے زخم مزید خراب بھی ہوگئے تھے) 27/ نومبر کو منگل کے دن رات گیارہ بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور شہادت کا رُتبہ پایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (۔) مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے اور آپ کو خدمتِ دین کا بیحد شوق تھا۔منڈی بہاؤالدین میں قیام کے دوران آپ کو بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ، سیکرٹری دعوتِ الی اللہ اور دیگر مختلف عہدہ جات پر خدمت کی توفیق ملی۔2008ء میں امریکہ شفٹ ہونے کے بعد لانگ آئی لینڈ، نیویارک امریکہ میں

آپ کو بطور سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔ مرحوم انتہائی مخلص اور ایماندار شخصیت کے مالک تھے۔ جہاں کام کرتے تھے وہاں سے ان کو ایک دفعہ آنسٹی (Honesty) ایوارڈ بھی ملا تھا۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ تمام تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ دعوتِ الی اللہ کے پروگرام میں اگر خود نہ شامل ہو سکتے تو پھر دوسروں کو جانے کیلئے اپنی گاڑی دے دیا کرتے تھے تاکہ ثواب میں شامل ہو سکیں......۔

ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ میری جماعت کے کاموں میں دلچسپی کو بہت سراہتے تھے اور خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق کی تلقین کرتے تھے۔ گھر آ کر سب سے پہلے اپنے بچوں کو نماز کے بارے میں پوچھتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے نہ پڑھی ہوتی تو فوراً ادائیگی کے لئے کہتے۔ بچپن میں اپنے ساتھ باجماعت نماز کے لئے لے جاتے۔ کام کے دوران، سفر پر، کسی بھی جگہ پر ہوتے نماز کا خاص التزام کرتے۔ کسی سے سخت لہجے میں گفتگو نہیں کی۔ ہمیشہ اخلاقیات کا درس دیتے۔ ہر کوئی آپ کی نرم گو اور ملنسار طبیعت کی وجہ سے جلد آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ اس وقت امریکہ میں مقیم ہیں، یہ بھی آئی ہوئی تھیں یہاں لیکن بعد میں بیمار ہو گئیں تو چلی گئیں، اُن کا بھی وہاں علاج ہو رہا ہے، اُن کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو بھی شفا عطا فرمائے۔ اور آپ کا بیٹا کاشف احمد دانش کینیڈا میں مقیم ہے اور وہاں بطور نائب صدر خدام الاحمدیہ کینیڈا خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحوم کی تین بیٹیاں ہیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی سعد فاروق (۔) کی بیوہ ہے۔

محمد منیر شمس صاحب بیان کرتے ہیں...... کہ ان کے ساتھ گیارہ سال بطور مربی ضلع کام کرنے کی توفیق ملی۔ شوگر مل کے شعبہ کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھے، وہاں زعیم انصار اللہ تھے، سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے، نگران کمیٹی بیت الذکر گیسٹ ہاؤس، مربی ہاؤس بھی تھے۔ پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ پھر گھر کھانا کھا کر دفتر جاتے تھے۔ ظہر کی نماز پر بھی پہلے نماز ادا کرتے پھر دفتر جاتے۔ تہجد گزار تھے۔ کہتے ہیں مربی ہاؤس (بیت) کے ساتھ ہی ملحق تھا۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ کئی دفعہ تنہائی میں مجھے عبادت کرنے کا جب بھی کبھی خیال آیا، مَیں کوشش کرتا تھا لیکن ہمیشہ جب بھی مَیں نے کوشش کی کہ فجر سے پہلے جا کے کچھ نفل پڑھوں (بیت) میں تو ہمیشہ نصرت محمود صاحب کو وہاں موجود پایا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کر رہے ہوتے تھے۔ اپنی آمدنی کے مطابق صحیح بجٹ بنواتے تھے، چندہ کی بروقت ادائیگی کرتے تھے۔ صدقہ وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ غرباء اور ضرورتمندوں اور معذوروں کا خیال رکھتے۔ اسی طرح صفائی پسند بھی بہت تھے۔ جہاں اپنی صفائی کا خیال رکھتے وہاں گیسٹ ہاؤس وغیرہ کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھتے اور مربی صاحب کہتے ہیں میرے ساتھ جاتے تھے تو کبھی کوئی دنیاوی باتیں نہیں کیں۔ ہمیشہ دعوتِ الی اللہ اور جماعت کے حوالے سے باتیں کیا کرتے تھے۔ اپنی گاڑی جماعتی کاموں کے لئے، غریب بچیوں کی شادی کے لئے پٹرول ڈلوا کر دیا کرتے تھے۔ آتے جاتے اگر کسی غریب کو لفٹ کی ضرورت ہوتی تو دے دیا کرتے...... اپنے جو ماتحت کام کرنے والے تھے اُن کو ہر عید پر نئے کپڑے اور عیدی تحفہ ضرور دیتے تھے۔ خلافت سے گہری محبت تھی۔ خطبہ ہمیشہ لائیو سنتے اور سیر کے دوران پھر اُس پر بتاتے کہ آج یہ کہا گیا ہے اور ان باتوں کی تلقین کی گئی ہے۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی تلقین کرتے۔ اسی طرح کسی موقع پر اگر کہیں جانا ہوتا تو پہلے مربی صاحب اور اُن کی فیملی کو اپنی گاڑی پر کار پر چھوڑ کر آتے، پھر اپنی فیملی کو لے کر دوبارہ جاتے اور دعوتوں پر غرباء کو ضرور بلاتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی ہر احمدی کو دشمنانِ

احمدیت کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور اپنا خاص فضل فرماتے ہوئے اب اُنہیں فتح و نصرت کے جلد نظارے دکھائے۔''
(خطبہ جمعہ 30 نومبر 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 21/28 دسمبر 2012ء صفحہ 8)

مکرم منظور احمد صاحب آف کوئٹہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

دوسرے مخلص جن کا ذکر کرنا ہے وہ ہیں جنہیں گزشتہ دنوں (11 نومبر 2011ء) کوئٹہ میں شہادت کا رتبہ ملا اور یہ بھی اُن لوگوں میں شامل ہوئے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (سورۃ آل عمران آیت 170) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور اُن کو اپنے رب کے ہاں رزق عطا کیا جارہا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ اعزاز آج صرف افرادِ جماعت احمدیہ کو ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جا رہے ہیں جو اپنے ایمانوں کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ پس جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی مرتبہ بتا چکا ہوں کہ دشمن کے قتل و غارت کے یہ ہتھکنڈے احمدی کو اُس کے دین سے منحرف نہیں کر سکتے۔ انشاء اللہ۔

......ان کا نام مکرم منظور احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب ہے جن کو 11 رنومبر 2012ء کو سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ میں شہید کیا گیا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم نواب خان صاحب کی پڑدادی محترمہ بھاگ بھری صاحبہ المعروف محترمہ بھاگو صاحبہ کے ذریعے ہوا۔ محترمہ بھاگو صاحبہ قادیان کے قریب ننگل کی رہنے والی تھیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس طرح آپ (رفیقہ) تھیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے ضلع ساہیوال رہائش پذیر ہوا۔ 1965ء میں کوئٹہ چلا گیا۔ منظور احمد صاحب شہید 1978ء میں کوئٹہ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد 1996ء میں اپنا کام شروع کیا اور ہارڈ ویئر کی دوکان بنائی۔ تھوڑے عرصے میں اللہ تعالیٰ نے کاروبار میں نمایاں برکت دی۔ شہادت کا واقعہ ان کا یوں ہے کہ مرحوم 11 رنومبر 2012ء کی صبح آٹھ بجے کے قریب اپنے گھر واقع سیٹلائٹ ٹاؤن سے اپنی دوکان پر (جو کہ قریب ہی ہے) جانے کے لئے پیدل گھر سے نکلے ہی تھے کہ دو موٹر سائیکل سوار افراد آئے جن میں سے ایک شخص موٹر سائیکل سے اتر کر منظور احمد صاحب کی طرف بڑھا اور گولی چلانے کی کوشش کی لیکن قریب ہونے کی وجہ سے منظور صاحب سے اس کی مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ وہاں لڑائی شروع ہوگئی۔ انہوں نے اُس کو قابو کرنے کی کوشش کی اور منظور احمد صاحب اُس سے چھوٹ کر پیچھے گھر کی طرف بھاگے، کیونکہ وہ دو تھے اس لئے بچت یہی تھی کہ گھر آجاتے۔ گھر کے گیٹ کے ستون کے ساتھ اُن کا گھٹنا ٹکرایا جس کی وجہ سے وہ نیچے گر گئے۔ جس پر حملہ آور اُن کے پیچھے آیا اور منظور صاحب کے گرنے پر اُس نے اُن پر گولیاں چلائیں۔ ایک گولی سر سے رگڑ کھا کر گزر گئی جبکہ دوسری گولی سر کے پچھلے حصہ میں اور آگے ناک اور ماتھے کے درمیان سے نکل گئی جس سے موقع پر ہی شہادت ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کو کافی عرصے سے مذہبی مخالفت کا سامنا تھا۔ اردگرد کے دکاندار بھی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ علاقے میں کچھ عرصے سے جماعت کے خلاف بائیکاٹ کی مہم منظم انداز میں چلائی جارہی ہے۔ حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن کی معروف گول مسجد میں ڈیرہ غازی خان سے ایک مولوی آکر احمدیوں کے واجب القتل ہونے کے فتوے جاری کرتا رہتا ہے اور پورے علاقے میں اشتعال انگیز لٹریچر تقسیم کر رہا ہے۔

گزشتہ سال (۔) مرحوم کی دوکان سے ملحقہ ایک معاند احمدی کی دکان میں آ گ لگ گئی۔ ان باتوں سے بھی سبق نہیں سیکھتے۔ یہ دیکھیں کہ اُس کے آ گ لگی، اُس کا تمام سامان جل کر راکھ ہو گیا۔ شہید مرحوم کی دکان براہِ راست آ گ کی لپیٹ میں تھی مگر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں ہر لحاظ سے اُس کو محفوظ رکھا حتیٰ کہ باہر پڑے ہوئے پلاسٹک کے بورڈ بھی معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ اس کو دیکھ کر سب حیران تھے لیکن یہ چیزیں ان لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔

(۔) مرحوم کو اپنے پورے خاندان سے نہایت شفقت اور محبت کا سلوک تھا۔ خاندان میں کسی کو بھی کسی چیز یا مالی معاونت کی ضرورت ہوتی تو آپ اُس کی ضرورت پوری کرتے تھے۔ نہایت مہمان نواز تھے۔ بطور خاص جماعتی مہمان کو خدمت کے بغیر نہیں آنے دیتے تھے۔ اگر مرکز سے جماعتی مہمان آتے اور کوئی دوسرے احمدی دوست اُن کو اپنا مہمان بنا لیتے تو مہمان کو اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کرتے۔ چالیس پچاس افرادِ جماعت کے پروگرام کا گھر پر انتظام کرتے تھے۔ گھر پر ہی اُن کے کھانے کا انتظام بھی کرتے۔ خود مہمان نوازی کرتے۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ اس وقت بھی وہ نائب قائد حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن، سیکرٹری وقفِ جدید اور سیکرٹری تحریک جدید کے علاوہ حلقہ کے سیکیورٹی اور اصلاحی کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ شہید اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 2007ء میں نظامِ وصیت میں شامل ہوئے۔ شہادت سے ایک ہفتہ قبل شہید مرحوم کے والد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کسی کی شادی ہے اور اپنے ہاتھ سے بارات کو روانہ کر رہا ہوں۔ یہ ان کے والد صاحب کہتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ مَیں جا رہی ہوں اور میرے بچے اور دیورانی میرے ہمراہ ہیں۔ راستے میں ایک کالا کُتا حملہ کرتا ہے۔ مَیں اپنی دیورانی کے پیچھے چھپ جاتی ہوں اور کہتی ہوں کہ دعا کریں لیکن وہ کالا کُتا میری شہ رگ سے پکڑ لیتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 16 نومبر 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 7/13 دسمبر 2012ء)

مکرم مقصود احمد صاحب آف کوئٹہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''گزشتہ جمعہ (7/دسمبر 2012ء) کو جو ہیمبرگ میں پڑھا تھا مَیں نے اعلان کیا تھا کہ اُس دن ایک شہادت کی اطلاع آئی تھی، چونکہ کوائف نہیں تھے اس لئے جنازہ نہیں پڑھایا گیا تھا۔ آج انشاء اللہ تعالیٰ جمعہ کے بعد ان (۔) کا میں جنازہ پڑھاؤں گا جن کا نام مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب ہے، 7/دسمبر 2012ء کو کوئٹہ میں ان کی شہادت ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم نواب خان صاحب کی پڑدادی محترمہ بھاگ بھری صاحبہ المعروف محترمہ بھاگو صاحبہ کے ذریعہ ہوا تھا۔ یہ خاتون قادیان کے قریب ننگل کی رہنے والی تھیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے ساہیوال چلا گیا۔ پھر 1965ء میں کوئٹہ چلا گیا۔ مقصود صاحب کی پیدائش کوئٹہ میں ہوئی تھی۔ ان کی عمر 31 سال تھی۔ تعلیم ان کی مڈل تھی۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے۔ اسی سال نومبر میں ان کے بھائی مکرم منظور احمد صاحب کو بھی (قربان) کر دیا گیا تھا۔ اُن کی شہادت سے پہلے مقصود صاحب صرف بلڈنگ کنسٹرکشن کی ٹھیکیداری کا کام کرتے تھے اور کچھ

وقت اپنے بھائی کے ساتھ اُن کی ہارڈ ویئر کی دکان تھی اُس میں لگاتے تھے۔ بھائی کی شہادت کے بعد پھر انہوں نے مکمل طور پر دوکان کا کام شروع کر دیا۔ واقعہ اُن کی شہادت کا اس طرح ہوا کہ 7/دسمبر صبح نو بجے مقصود صاحب اپنے ملازم کے ہمراہ اپنی ہارڈ ویئر کی دُکان واقع سیٹلائٹ ٹاؤن پہنچے اور ملازم کو دکان پر بٹھا کر اپنے دو بچوں کو سکول میں جو سیٹلائٹ ٹاؤن میں تھا، چھوڑنے گئے۔ بچوں کو سکول چھوڑ کر واپس نکلے ہی تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار دو نامعلوم افراد آئے اور ان پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کے نتیجہ میں (۔) مرحوم کو پانچ گولیاں لگیں جن میں سے چار گولیاں سر میں اور ایک گولی کندھے پر لگی۔ اُنہیں فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے راستہ میں ہی جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ......گزشتہ ماہ ان کے بڑے بھائی کو (قربان) کیا گیا تھا۔ 2009ء میں ان کو اغواء بھی کیا گیا تھا اور بارہ دن کے بعد بڑا بھاری تاوان لے کر ان کی بازیابی ہوئی تھی۔ مرحوم خدمتِ خلق کا بیحد شوق رکھتے تھے۔ جب بھی میڈیکل کیمپ لگائے جاتے شہید مرحوم نہ صرف اس میڈیکل کیمپ کے لئے اپنی گاڑی مہیا کرتے بلکہ خود ڈرائیو کر کے ساتھ جاتے۔ اسی طرح دعوتِ الی اللہ کے پروگراموں میں ساتھ جاتے اور اپنی گاڑی بھی پیش کرتے، کوئٹہ میں آنے والے مربیان کا بہت زیادہ خیال رکھتے، اُن کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرتے۔ سیکیورٹی کی ڈیوٹی بڑے شوق سے دیا کرتے تھے۔ جمعہ کی ڈیوٹی خاص طور پر دیا کرتے۔ صدر صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ نے بتلایا ہے کہ (۔) مرحوم نہایت مہمان نواز، کم گو، خوش اخلاق، حلیم الطبع اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ کبھی کسی سے ناراض نہ ہوتے اور نہ ہی کسی کو ناراض ہونے کا موقع دیتے۔ بعض اوقات مخالفین بھی اگر سخت لہجے میں بات کرتے تو اُن کی بات کو ہنس کر ٹال دیتے لیکن یہ نہیں تھا کہ محسوس نہیں کرتے تھے۔ گھر آ کر اُن کی باتیں بتاتے ہوئے رو بھی پڑا کرتے تھے کہ فلاں فلاں مخالفین نے مجھے آج اس طرح کہا ہے۔ صدر صاحب کہتے ہیں شہادت سے تین دن قبل مجھے فون کیا اور کہا کہ اب تک میرا چندہ کیوں نہیں لیا۔ اُسی روز اپنا چندہ مکمل طور پر ادا کیا۔ بیوی بچوں سے انتہائی پیار کا تعلق تھا۔ بیوی بچوں سے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ اپنے والدین کے علاوہ اپنی اہلیہ کے والدین کی بھی نہایت عزت کیا کرتے تھے۔ ہر طرح سے خیال رکھنے والے تھے......۔

معلم سیٹلائٹ ٹاؤن ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بڑے سادہ مزاج تھے۔ مہمان نوازی ان کے گھر کا ایک عظیم خلق ہے۔ مربیان اور معلمین کی دل سے قدر کرتے تھے، بہت عزت سے پیش آتے تھے۔ ان کے گھر میں نماز سینٹر تھا۔ اس کو ہمیشہ فعال رکھنے کی کوشش کرتے۔ ان کے گھر میں نمازیں تو ہوتی تھیں پھر باقاعدہ وقفِ نو اور اطفال کی کلاسیں بھی ہوتی تھیں۔ بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اور بلکہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اب کوئٹہ کے حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ یہاں سے ہجرت کی جائے اور معلم صاحب سے مشورہ کر رہے تھے اور مجھے انہوں نے خط لکھنا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہ تھی کہ اس سے پہلے ہی ان کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا درجہ عطا فرما دیا۔ ان کے والد کے یہ دو ہی بیٹے تھے اور دونوں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گئے۔ ان کے والد صاحب نے آسمان کی طرف منہ کر کے صرف اتنا کہا کہ اے خدا! دونوں کو لے گیا، اب ان ظالموں سے خود بدلہ لے لے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ یہ شہادت تو ان کے مقدر میں لکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور اپنی پناہ میں لے لے۔ بیوی بچوں کو بھی اور والدین کو بھی صبر، ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ دشمنوں کو بھی اب کیفرِ کردار تک پہنچائے۔“

(خطبہ جمعہ 14/دسمبر 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 10/4 جنوری 2013ء صفحہ 8)

سیرت المہدی علیہ السلام

آپ کی جوانی کی زندگی بالکل پاک تھی اور قرآن مجید خدا سے سیکھا تھا۔

(حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس تحریر کرتے ہیں:

’’آج بتاریخ 5/02/192 بابو عطا محمد صاحب نے بیان کیا کہ 1897ء یا 1898ء کا واقعہ ہے کہ میں ڈنڈوت کالری ضلع جہلم میں عہدہ سرویئر سرکار کی طرف سے ملازم تھا۔ اس علاقہ میں چوہہ سیدن شاہ (مسلمانوں کی گدّی) اور کٹاس راج (ہندوؤں کی پرستش گاہ ہے۔ ماہ بساکھ میں وہاں میلہ ہوتا ہے) دو جگہیں ہیں۔ بابو روشن دین صاحب سیالکوٹی ان دنوں میں ڈنڈوت کے اسٹیشن ماسٹر تھے۔ وہ میلہ دیکھنے گئے۔ واپسی پر رات میرے پاس ٹھہرے آپ اس وقت احمدی تھے۔ نمازوں کے پابند تھے اور میں بھی ابتداء سے نماز روزہ کا پابند تھا اور صوفیاء کرام اور فقراء سے ملنے والا تھا مگر بیعت کسی کی نہ کی تھی۔ بابو صاحب کو اس ملاقات کے بعد محبت ہوگئی۔

جب وہ اسٹیشن پر واپس گئے تو انہوں نے مجھے سراجِ منیر اور تحفہ قیصریہ (کتب حضرت اقدسؑ) وغیرہ کتابیں بھیجیں۔ جن کو سرسری طور پر نظر ڈال کر رکھ چھوڑا اور ان کی قیمت بھی بابو صاحب کو روانہ کر دی۔ چونکہ ڈنڈوت بھی میرے علاقہ میں شامل تھا ایک دن وہاں دورہ پر گیا۔ اسٹیشن پر بابو صاحب کو بھی ملنے گیا۔ آپ کے میز پر ’’جلسہ اعظم مذاہب لاہور‘‘ کی ایک کاپی پڑی ہوئی تھی۔ اس میں سے پانچ سوال پڑھ کر مجھے شوق ہوا کہ میں اس کے جوابات کو پڑھوں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری و آریہ صاحبان وغیرہ کے جوابوں کو پڑھا۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جوابوں کو دیکھا تو میرے دل کو اس قدر گرفت ہوئی کہ میں اس کو بغیر دیکھے نہ رہ سکا اور ان سے اجازت لی کہ یہ کتاب چند دن کے لئے مجھے دیں۔

چنانچہ ان کی اجازت پر میں یہ کتاب اپنے ڈیرہ پر لے آیا اور مطلوبہ مضمون کو پڑھا۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے وہ پہلی کتابیں بھی پڑھیں۔ اس کے بعد مجھے محبت ہوگئی اور اخبار الحکم کو پڑھنا شروع کیا۔ ان ایام میں مجھے رخصت نہیں مل سکتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان شائع ہوا کہ جو سرکاری ملازم ہے اور انہیں قادیان آنے کی فرصت نہیں مل سکتی وہ بذریعہ خط کے بھی بیعت کر سکتا ہے۔ ابھی تک میں نے بیعت نہیں کی تھی۔ اس کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور میری بیوی نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی نورالدین (نور اللہ مرقدہ) کو دیکھا۔ تب مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں بیعت کروں۔

بیعت

اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب کس طریق پر خط لکھوں۔ کہیں ایسے فقرات نہ لکھے جائیں جن سے بے ادبی ہو جائے۔ چنانچہ میں درخواست کی خواہش کر رہا تھا کہ میرے جسم میں رعشہ پیدا ہوا اور نظم کی طرز پر خط لکھنا شروع کیا اور ہر وقت یہی خیال رہتا تھا۔ چنانچہ جب کبھی کوئی شعر بنتا لکھ لیتا۔ تین چار دن میں میں نے یہ خط لکھا۔ ہر وقت میرا جسم کانپتا رہتا تھا۔ چنانچہ وہ خط لکھ کر بھیج دیا اور مولوی عبدالکریم صاحب (سیالکوٹی) کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ آپ کا محبت بھرا خط ملا۔ آپ کو مبارک ہو اور ملنے کی کوشش کریں۔ میں نے خط میں فقیروں وغیرہ کے وردوں وغیرہ کا بھی ذکر کیا تھا کہ آپ اپنے

ہاتھوں سے ورد لکھیں کہ کونسا ورد پڑھا کروں اور کس وقت اور کتنی دفعہ جس کے جواب میں خط میں یہ لکھا تھا کہ الحمد شریف۔ درود شریف اور نماز کی پابندی......۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مقدمہ پر جہلم تشریف لائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت پر یہ شعر سنائے۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ مجھے خاص جوش بھی تھا، بہت اونچی آواز سے پڑھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے پیار سے مجھے بٹھالیا اور درود شریف دعا وغیرہ اور نماز کے متعلق ہی تلقین فرمائی۔

مجھے شفا ہوگئی

حضرت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس تحریر کرتے ہیں:

حافظ غلام قادر نابینا ساکن جادہ نے موقع رام پورہ ممدیان میں بتاریخ 3/2/1925 جبکہ میں وہاں ایک تقریر کرنے کیلئے گیا تھا تقریر شروع کرنے سے پہلے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں پیٹ کی درد سے بیمار ہوگیا۔ بہت علاج کئے گئے مگر درد میں کوئی کمی نہ ہوئی بلکہ درد بڑھتا ہی گیا اور اس قدر اضطراب اور بے چینی تھی کہ چارپائی پر میں کبھی گھٹنوں کی ٹیک لگا کر منہ کے بل بیٹھتا تھا، کبھی چت لیٹتا تھا یہاں تک کہ درد سے سخت تنگ آگیا۔ اس وقت میں نے کہا کہ اے میرے پروردگار اگر مرزا صاحب برکت والے ہیں اور اے پروردگار تیرے مسیح اور تیرے بھیجے ہوئے امام ہیں تو ان کی دعا سے مجھے شفا بخش تو اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اور مجھے شفا ہوگئی۔

ایک دفعہ چھوکر گاؤں کو اونٹ پر سوار ہو کر جا رہا تھا یکا یک اونٹ سے گر گیا۔ ایک عورت مجھے وہاں سے اٹھا کر لے گئی۔ میرے پاؤں کا جوڑ اوپر سے اتر گیا یعنی ٹوٹ گیا تھا۔ چار روز وہاں ٹھہرا۔ صرف چارپائی پر لیٹا رہا۔ بستر ے پر سے اُٹھ کیا بلکہ ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ سخت تکلیف رہی آخر چوتھے روز پھر میں نے وہی الفاظ کہے جو پہلی دفعہ کہے تھے (جو اوپر کی روایت میں گزرے ہیں) تو میرے پاؤں کا ایک کڑاکا یعنی آواز نکلی۔ اس کے بعد میں اپنے پہلو پلٹ سکتا تھا اور جو زیادہ تکلیف تھی وہ جاتی رہی اور کچھ آرام آگیا اور پاؤں جو کہ سیدھا نہیں ہوسکتا تھا سیدھا ہوگیا اور تکلیف جاتی رہی۔

عبدالرحمٰن ساکن کریم پور کوٹھ متصل راہوں جو حافظ صاحب مذکور کے بھانجے ہیں انہوں نے اسی وقت مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حافظ صاحب کو جادہ کے غیر احمدی گجروں نے بہکایا اور دھمکایا تو انہوں نے ہم سے کہا کہ تم چونکہ احمدی ہو اس لئے میں تم سے نہیں ملوں گا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بیزاری ظاہر کی۔ چنانچہ اسکے بعد چند ہی دن گذرے تھے کہ ان کا لڑکا فوت ہوگیا اور پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد ہماری والدہ جو حافظ صاحب مذکور کی بہن تھی فوت ہوگئی۔ اس واقعہ کے متعلق آپ حافظ صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔ حافظ صاحب کو میں نے یہ واقعہ سنا کر پوچھا کہ آیا یہ واقعہ صحیح ہے تو حافظ صاحب نے تصدیق کی۔

(الحکم قادیان 21/جولائی 1938ء)

حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی

آج بتاریخ 5/2/1925 شیخ نظام الدین صاحب احمدی سکنہ جہلم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جھوٹ بولنا لعنتی کا کام ہے کہ:

1888ء یا 1889ء کا واقعہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دریائے جہلم سے پار ایک ماتم خوانی ہوگئی ہے۔ میں اور مولوی برہان الدین صاحب اور دس اور آدمی ہماری برادری کے ماتم پُرسی کے لئے گئے ہیں۔ چنانچہ جب ماتم پُرسی کر کے چار بجے شام کے قریب واپس آرہے ہیں تو راستہ میں جاتے

ہوئے ایک اکیلا مکان دیکھا تھا۔ واپسی پر وہ ایک شہر بنا ہوا دکھائی دیا۔ وہاں کے ایک رہنے والے سے دریافت کیا کہ صبح تو ایک مکان تھا مگر اب شہر ہوگیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ اس میں کوئی تعجب نہیں۔ یہ شہر تو دنیا میں مشہور ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں (......) ہجرت کر آئے ہیں۔

میں نے کہا اس کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا سکھ چین پور۔ میں نے کہا کہ سکھ چین پور تو دریا کے پار ہے اس کا نام بھی سکھ چین پور رکھ لیا ہے۔ میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ رسول پاکؐ کو دیکھنے تو لوگ بڑی بڑی دور سے جاتے ہیں ہم تو گھر میں آئے ہوئے ہیں چلو ملتے چلیں اور اسی شخص سے جو ملا تھا (......) کا مکان بھی دریافت کیا۔ اس نے کہا جانب دکھن ہے۔ پھر ہم (......) کے مکان پر گئے۔ دریافت کیا کہ کیا اندر حضرت صاحب ہیں۔ جواب ملا کہ نہیں۔ پھر دریافت کیا کہ کیا (بیت) میں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ (بیت) میں بھی نہیں۔ تب حیران ہو کر ایک میدان میں کھڑے ہو گئے کہ یہاں آئے بھی اور زیارت بھی نہ ہوئی۔ وہاں کھڑے رہے۔

چنانچہ گیارہ بجے کے قریب گندم کے کھیت میں سے حضور مشرق کی طرف سے آرہے ہیں۔ حضورؑ کا سبز لباس تھا۔ خوبصورت سی سوٹی تھی۔ سب سے پہلے پہچان کر میں نے مصافحہ کیا۔ بعد میں دوسروں نے۔ پھر ہمیں اپنے مکان میں لے گئے۔ جو گول بنگلہ کی طرح تھا۔ آپ اندر گئے اور کھانا تیار کرنے کے لئے کہہ آئے۔ پھر ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ پھر دوبارہ اندر گئے اور ہمارے لئے سیویاں لائے اور اپنے ہاتھ سے گھی اور شکر ڈالا۔ ہم کھا ہی رہے تھے کہ آنکھ کھل گئی۔

اس خواب کو دو یا تین ہی سال گذرے تھے خواب کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کوئی ذکر نہ سنا تھا۔ مگر دو یا تین سال کے بعد کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چرچا ہوا اور ہم مخالف ہو گئے۔ فیض احمد ویکسینیٹر کے پیچھے ہم نماز پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ وہ احمدی تھے اس لئے بعد میں چھوڑ دی۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم ان کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے کہا لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق لوگوں کو بہت خوابیں آئیں گی۔ مجھے بھی اپنی خواب یاد آ گئی۔ چنانچہ میں نے اپنی خواب مسیح موعود کو لکھ کر بھیجی۔ جواب میں آپ نے لکھا کہ خواب مبارک ہے۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد ایک دن جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے کہ شیخ اللہ دتّا نے مولوی برہان الدین صاحب سے پوچھا کہ آپ کا خیال حضرت مرزا صاحب کے متعلق کیا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور دین کی سرتوڑ مدد کرنے والے، مخالفوں سے مباحثہ کرنے والے اور قرآن مجید و احادیث پیش کرتے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں۔ کیونکہ اب کوئی ان کی کتاب میں نے نہیں پڑھی۔ چنانچہ شیخ اللہ دتا صاحب نے کہا کہ آپ خود جائیں اور حالات دریافت کر آئیں۔ مولوی صاحب نے عذر کیا کہ میرے گھر میں کوئی نہیں اور سفر خرچ وغیرہ بھی نہیں۔ میں نے کہا کہ سفر خرچ وغیرہ میں دوں گا۔

تب میں اور شیخ قمر الدین والد شیخ فضل حق احمدی اور مولوی برہان الدین تینوں مل کر قادیان جانے کیلئے تیار ہوئے۔ چنانچہ جب نہر پر پہنچے تو جو مقدمہ خواب میں نے دیکھا تھا بعینہٖ وہی تھا اور عین گیارہ بجے قادیان پہنچے اور بالکل خواب کا نظارہ وہاں پایا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملے اور جس کمرہ میں خواب میں بیٹھے تھے اسی کمرہ میں آپ کو بیٹھے پایا۔ تب مولوی صاحب نے عذر خواہی کی کہ میں نے کفر کے فتوے پر دستخط کئے ہوئے تھے اور میں نے غلطی سے فتوے پر دستخط کئے ہیں میں معافی مانگتا ہوں۔ حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا

فرمایا کہ میں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک آیت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ جب تک اس کا جواب نہیں ملتا، تب تک اسے نہیں چھوڑتا۔ جب اس کا جواب مل جاتا ہے تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں۔ پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے اسی طرح کرتے رہے۔

کہ ایسا ہو جاتا ہے۔ یہ معمولی بات ہے۔ بیعت کے لئے عرض کی تو فرمایا کہ دو تین دن ٹھہر کر تحقیق کر لو اور پھر بیعت کرنا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ شیطان دشمن ہے شاید کوئی اور شبہ ہمارے دل میں نہ ڈال دے۔ آپ بیعت لے لیں۔

تب دوسرے دن جولائی 1892ء کو آپ نے بیعت لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام کی ایک کاپی مجھے دی اور ایک مولوی صاحب کو۔ قمر الدین نے بھی ایک کاپی طلب کی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ پڑھے ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر آپ کیا کریں گے آپ کو ضرورت نہیں......۔

(الحکم قادیان 21-28 جولائی 1938ء)

آپ نے حضرت مسیح موعود کو کیسے مان لیا

(دلاور چشمہ ضلع گجرات بتاریخ 21/3/1928۔)

بابو برکت علی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ گجرات نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی سے دریافت کیا کہ آپ باوجود اتنے مغلوب الغضب ہونے کے جبکہ آپ کی یہ حالت ہے کہ آپ کسی کی بات بھی نہیں سن سکتے تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیسے مان لیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بات تو معقول کی ہے میں تو کبھی بھی نہ مانتا۔ اگر میں ان کے چال وچلن سے پوری طرح واقف نہ ہوتا۔

کیونکہ جبکہ حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے اور اس وقت آپ عالمِ شباب میں تھے تو میں نے اس وقت آپ کو دیکھا کہ آپ سوائے کچہری کے اوقات کے ہر وقت عبادت میں رہتے تھے اور کوئی ایک آیت قرآن مجید کی سامنے لٹکا لیتے تھے۔ میں اکثر آپ کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب آتا تو کوئی نہ کوئی آیت سامنے لکھ کر لٹکائی ہوتی تھی۔ آخر میں نے ایک دن دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں مختلف اوقات میں مختلف آیات کو لٹکی ہوئی دیکھتا ہوں۔ ایک وقت میں ایک آیت ہے اور دوسرے وقت میں اس کی جگہ دوسری۔ یہ کیا تماشہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تجھے اس سے کیا۔ میں نے بہت اصرار کیا اور تنگ کیا کہ آپ نے تنگ آ کر رونا شروع کر دیا۔ میں نے بہت کہا کہ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی جو رونے کا باعث ہو۔ اس پر بھی آپ کچھ نہ بتاتے تھے۔ آخر میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ (دین حق) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دس ہزار اعتراض ہوا ہے۔ تو میں نے کہا کہ کیا ہوا آپ کو اس سے کیا غرض! اگر دشمنانِ (دین حق) نے اعتراض کئے ہیں تو وہ مولوی جانیں۔ آپ کو اس سے کیا غرض؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں تو برداشت نہیں کر سکتا۔ تو میں نے کہا پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک آیت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ جب تک اس کا جواب نہیں ملتا، تب تک اسے نہیں چھوڑتا۔ جب اس کا جواب مل جاتا ہے تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں۔ پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے اسی طرح کرتے رہے۔ پھر جب آپ سیالکوٹ سے چلے گئے اور دعویٰ کیا تو اس وقت میں نے آپ کو مان لیا۔ اس لئے کہ آپ کی جوانی کی زندگی بالکل پاک تھی اور قرآن مجید خدا سے سیکھا تھا۔

(الحکم قادیان 21/28 جولائی 1938ء)

تاثراتِ قادیان

121ویں جلسہ سالانہ قادیان 2012ء کے یادگار لمحات

(مکرم ریاض احمد ملک صاحب، چکوال)

درود شریف ،استغفار اور دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے 26/دسمبر 2012ء کو ضلع چکوال کا قافلہ دوالمیال سے صبح چار بجے 121ویں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کیلئے عازمِ قادیان ہوا۔ اس قافلہ میں کلر کہار اور بھون سے جماعت کے احباب بھی شامل ہوگئے۔ اس وفد میں انیس احباب وخواتین شامل تھے۔ دھند کی وجہ سے یہ قافلہ بذریعہ جی ٹی روڈ جب شاہدرہ پہنچا تو پروگرام کے مطابق لاہور کے خدام نے اس قافلہ کو اپنی نگرانی میں واہگہ بارڈر تک پہنچا دیا۔ خدام نے سامان اتارا اور کیمپ پہنچے جہاں مسیح کے لنگر سے آلو کی بھجیا اور حلوہ سے ناشتہ کیا۔ دل سے دعائیں نکل رہیں تھیں لاہور کی انتظامیہ اور ان خدام کیلئے جو اتنی مستعدی سے 24 گھنٹے کام اور مہمانانِ گرامی کی خدمت میں مصروف اور دعاؤں کو سمیٹ رہے تھے اور انہوں نے ہمیں بھی دعاؤں میں رخصت کیا۔

دفتری کارروائی کے بعد سارا قافلہ پاکستان کے پسنجر ٹرمینل سے کاغذات کی جانچ پڑتال کے بعد انڈیا میں داخل ہوا۔ ان کی شٹل سروس انڈین پسنجر ٹرمینل پر لے گئی۔ کاغذات چیک ہونے کے بعد جب باہر نکلے تو قادیان کے خدام نے خوش آمدید کہا اور ساتھ ہی مسیح کے لنگر سے تواضع کی۔ ساتھ کھڑی گاڑیوں میں سوار ہوکر قادیان روانہ ہوگئے۔ دل مسرور تھا۔ کیوں نہ ہوتا ہم تو قادیان دیارِ مسیح موعودؑ میں ہونے والے جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے جارہے تھے۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ:

''اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ (دین حق) پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 341)

یہ قافلہ امرتسر اور پھر بٹالہ پہنچا تو دل میں ایک رقت پیدا ہوئی ہے۔ اور ان بزرگوں کے لئے خاص دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلیں۔ جو اُس وقت بٹالہ کے ریلوے سٹیشن پر اُتر کر پیدل یا پھر تانگہ پر سوار ہوکر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور اپنا نام رفقاء حضرت مسیح موعودؑ میں لکھوایا۔ علاقہ چکوال کے بیسیوں رفقاء کرام تھے۔

مینارۃ المسیح کا نظارہ تو قادیان سے چند کلومیٹر دور فاصلہ سے ہونے لگتا ہے۔ یہ نظارہ دیکھتے ہی بے اختیار دعائیں کرنی اور درود کا ورد شروع کر دیا۔ قریباً چھ بجے ہماری بس قادیان کی بستی میں جا ٹھہری۔ استقبالیہ والوں کی جانب سے نعرہ ہائے تکبیر اور جلسہ سالانہ قادیان زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ یہ منظر دیکھ کر دل میں شکر کے جذبات ابھرنے لگے اور آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر زباں پر جاری ہوگیا:

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

سرائے طاہر کی خوبصورت عمارت میں قیام تھا۔ خدام نے جگہ دکھائی اور بستر لگا دیئے۔ نماز سے فارغ ہو کر رجسٹریشن کروائی۔ کمپیوٹرائزڈ کارڈ حاصل کرنے کے معاً بعد بہشتی مقبرہ دعا کیلئے حاضر ہوئے اور دعا کی کہ اے اللہ آج ہم حضرت مسیح موعودؑ کی قبر پر کھڑے ہیں، ہمارے گاؤں کے رفقاء حضرت مسیح موعودؑ نے تو خود پہنچ کر اور ان پر ایمان لا کر سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا سلام ان تک پہنچایا تھا۔ اے اللہ ہماری طرف سے بھی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا سلام ان تک پہنچا دے۔

جب خاکسار نے بہشتی مقبرہ میں دوالمیال گاؤں قادیان سے سینکڑوں میل دور کہیں پہاڑی علاقہ کوہستانِ نمک میں آباد اس گاؤں کے خوش نصیب موصیان کی قبروں کو اور یادگار کتبوں کو دیکھا تو دل میں ان موصیان کیلئے بہت دعائیں نکلیں کہ یہ انہیں کی خدمات کے پھل ہیں جو اب ہم کھا رہے ہیں اور پھر سوچنے لگا کہ اتنے کوسوں دور سے بہشتی مقبرہ میں کسی گاؤں کے اتنے موصیان کم ہی مدفون ہوں گے یا ان کے یادگاری کتبے نصب ہوں گے۔ یہ وہ والہانہ عشق تھا ان بزرگوں کا۔ احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ۔ جو واقعی قابلِ رشک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے خاندانوں کو احمدیت پر قائم رہنے اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بہشتی مقبرہ میں مدفون، وفا کے پروانوں۔ عشقِ مسیح موعودؑ میں گھر بار لٹانے والے اور قادیان میں دھونی رمانے والے درویشانِ قادیان کے لئے خاص دعائیں کرنے کا موقع ملا اور ان کے بلندیٔ درجات کیلئے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائیں نکلیں۔ جو درویشان خلیفۂ وقت کی ندا پر قادیان میں ڈٹ گئے تھے۔

زیارت مقامات

رات سرائے طاہر میں قیام کیا۔ صبح تہجد اور فجر بیت اقصیٰ میں ادا کرنے کے بعد ذیل کے تاریخی مقامات قادیان کی زیارت کرنے اور دعائیں کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔

بیتِ مبارک، حجرہ جہاں سرخ چھینٹوں والا نشان ظاہر ہوا، دالان حضرت اماں جان، بیتِ اقصیٰ، مقام خطبہ الہامیہ، منارۃ المسیح، مہمانخانہ، احمدیہ لائبریری، دفاتر صدر انجمن، دفتر اخبار ''بدر''، بہشتی مقبرہ، مقام بیعت اولیٰ، شہ نشین، مکان حضرت اماں جان، کمرہ جہاں جنازہ سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کا تابوت مبارک رکھا گیا، 1905ء کے زلزلہ میں لگائے جانے والے خیموں کی جگہ، بیت الفکر، بیت الدعا، بیت الریاضت، حضرت مصلح موعود، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جائے پیدائش اور جائے رہائش، قدیم ڈیوڑھی جس سے نکلتے ہوئے اس انگریز آفیسر کا سر ٹکرایا جو بغیر کسی نوٹس کے اچانک پنڈت لیکھرام کے قتل کے متعلق دارالمسیح کی تلاشی کے لئے آیا۔

تاریخی کنواں، گول کمرہ، دیوار والی جگہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچازاد بھائیوں نے بیتِ مبارک جانے سے روکنے کے لئے بنوا دی تھی، منارۃ المسیح اور دارالمسیح، کوٹھی دارالسلام حضرت نواب محمد علی خان صاحب، کمرہ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات ہوئی، تعلیم الاسلام کالج، بیتِ نور (وہ مقام جس جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا انتخاب عمل میں آیا)، نور ہسپتال (نیا اور پرانا) لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مسیح موعودؑ کا آبائی قبرستان، بیت الظفر، یادگاری گیٹ خلافت جوبلی، گیسٹ ہاؤس لجنہ اماء اللہ سرائے

طاہر، ماریشس گیسٹ ہاؤس (سرائے عبیداللہ) آسٹریلیا گیسٹ ہاؤس، بورڈنگ تحریکِ جدید (موجودہ خالصہ ہائی سکول)، بیت انوار، نمائش قرآن اور تصویری نمائش جس میں رفقاء حضرت مسیح موعودؑ کی تصاویر دیکھنے کا موقع ملا اور اس میں حضرت مولوی کرمداد صاحب موضع دوالمیال، جماعتِ احمدیہ دوالمیال کے پہلے امیر کا فوٹو بھی دیکھا۔

من کی دنیا میں اُنس و محبت کے در وا ہونے لگے
اے بستیٔ مسیح الزماں یہ جلوے تمہارے دیکھ کر

جلسہ سالانہ قادیان 2012ء

نمازِ جمعہ 28 دسمبر کو جلسہ گاہ میں ادا کی۔ 29 دسمبر کو جلسہ سالانہ کی ابتدا 10 بجے پرچم کشائی سے ہوئی اور دعا کے بعد فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی۔ تلاوت و نظم کے بعد افتتاحی خطاب اور دعا مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظرِ اعلیٰ قادیان نے کی۔ اس کے بعد تقریر بعنوان ’’ہستی باری تعالیٰ (انبیاء کی نصرت کی روشنی میں)‘‘ مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ناظم ارشاد وقفِ جدید قادیان نے کی۔ پھر ’’سیرت حضرت مسیح موعودؑ مخالفین سے حسنِ سلوک کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر محترم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر ایڈیشنل ناظر دعوتِ الی اللہ قادیان نے خطاب کیا اور جلسہ گاہ نعروں سے گونج اُٹھا۔

پہلے دن کے دوسرے اجلاس میں سیرت حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، اور سیرت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے عنوان پر مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب نے تقریر کی اور جلسہ کو گرما دیا۔ بعدہٗ دوسری تقریر بعنوان ’’جماعتِ احمدیہ کی مالی قربانیاں اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے روحانی انقلاب‘‘ مولانا سید کلیم الدین قادیان نے کی۔ اس کے بعد مہمانانِ کرام کی تعارفی تقاریر و تاثرات ہوئے جن میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ عالمگیر کے پُرامن اور خدمتِ انسانیت اور فلاح و بہبود کے منصوبوں کو بہت سراہا اور کہا کہ یہی وہ واحد جماعت ہے جو انسانیت کی فلاح کیلئے پُرامن جذبہ کے ساتھ مصروفِ عمل ہے۔

30 دسمبر کو دوسرے دن کے پہلے اجلاس میں پہلی تقریر بعنوان ’’سیرت آنحضرت ﷺ عائلی زندگی کی روشنی میں‘‘ مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب نے کی۔ اس کے بعد تقریر بعنوان ’’صداقت حضرت مسیح موعودؑ (جماعتی ترقیات کی روشنی میں) مولانا ایم ناصر احمد صاحب مربی انچارج کیرالہ نے کی۔ پھر ’’جماعتِ احمدیہ کی سماجی خدمات‘‘ پر مولانا محمد نسیم خان صاحب ناظر امورِ عامہ قادیان نے کی۔ دوسرے دن کے دوسرے اجلاس میں جس کا عنوان تھا جلسہ پیشوایانِ مذاہب، میں بعنوان ’’انسانی زندگی کا مقصد دینی تعلیمات کی روشنی میں بزبان پنجابی گیلانی تنویر احمد صاحب خادم نے کی۔ بعدہٗ جلسہ میں آئے ہوئے مہمانوں نے اپنے تاثرات میں جماعتِ احمدیہ کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ واحد جماعت ہے جو انسانیت زندہ باد اور دنیا میں امن کا پیغام دے رہی ہے۔

آنکھ حیران تھی قادیان کے سب نظارے دیکھ کر
امن و آشتی اور عرفان کے رنگ سارے دیکھ کر

31 دسمبر جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کے پہلے اجلاس میں ’’ختمِ نبوت اور جماعتِ احمدیہ‘‘ کے عنوان پر مکرم شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری ایڈیٹر اخبار بدر قادیان نے تقریر کی۔ دوسری تقریر بعنوان ’’خلافتِ خامسہ کی برکات عصرِ حاضر کی جدید ایجادات اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات‘‘ مکرم مخدوم شریف صاحب ناظر نشر و اشاعت نے کی۔ اس کے بعد مولانا عبدالوکیل نیاز نے ’’جماعتِ احمدیہ اور خدمتِ قرآن‘‘ پر تقریر کی۔ نماز ظہر و عصر

کے بعد دوسرے اجلاس میں محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان نے ”خلافتِ احمدیہ...... سے روگردانی کے نتیجہ میں عالم (۔) کی المناک حالت اوراس کا حل“ کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پھر مولانا محمد انعام غوری صاحب امیرِ مقامی قادیان نے تمام شاملینِ جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے براہ راست اختتامی خطاب تھا جو مردانہ وزنانہ جلسہ گاہ میں لگی بڑی سکرین پر سنا اور دیکھا گیا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ آج اس سال کا آخری دن ہے کل نیا سال شروع ہو گا۔ اس سال کو درود شریف پڑھتے ہوئے الوداع کریں اور آنے والے سال کا آنحضرت ﷺ پر درود وسلام کے نذرانے بھیجتے ہوئے استقبال کریں کہ نیا سال جماعتِ احمدیہ کیلئے کامیابیوں اور کامرانیوں کا موجب بنے اور احمدیت کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں لہرائے اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا نام اور پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچے آمین۔ اس کے بعد حضور پُر نور نے اجتماعی اختتامی دعا کرائی۔ عجیب سماں تھا کہ قادیان کے نعرے لندن میں اور لندن سے لگائے جانے والے نعرے قادیان میں سنے جا رہے تھے۔ جلسہ کے ایام میں دھند بھی رہی، بادل جھکے رہے اور سخت سردی میں عشاقِ حضرت مسیح موعودؑ نہایت صبر ووقار سے اس جلسہ کی کارروائی کو سنتے رہے۔

جلسہ سالانہ قادیان کی جلی حروف میں خبریں اکثر اخبارات میں چھپیں لیکن ”ہندسماچار“ نے جلسہ سالانہ قادیان کو نمایاں سرخیوں سے جگہ دی جس میں ”جلسہ سالانہ“ کے متعلق جماعتِ احمدیہ کے بانی کے ارشادات“ کے عنوان سے آرٹیکل لکھا۔ اس میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اہم غرض کے زیرِ عنوان لکھا ”کہ اہم غرض یہ ہے کہ تمام دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبولؐ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہوجائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔“

تینوں دن کی کارروائی میڈیا اور پریس میں شہ سرخیوں سے دی گئی۔ ہم سب کیلئے یہ جلسہ ہر رنگ میں یادگار اور باعث برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کا باعث بنا۔

تعزیرِ خدا کی

جس قوم پہ لگ جاتی ہے تعزیرِ خدا کی
ٹلتی نہیں دیکھی کبھی تقدیر خدا کی

اس بات پہ نازاں ہو کہ طاقت میں ہو زیادہ
چلتی نہیں دیکھی کبھی شمشیر خدا کی؟

چمکے گی زمانے کے در و بام پہ ہر دم
اب دستِ مسیحا سے ہی تنویر خدا کی

تم مکروں سے اپنا فقط نقصان کرو گے
حاوی ہے ہر اک مکر پہ تدبیر خدا کی

کیا تیرا ہے اے دشمنِ ناداں ذرا سوچ
اوّل بھی خدا کا ہے تو آخیر خدا کی

جو مالکِ ہر کون و مکاں ہے وہ خدا ہے
ہے کون جو کم کر سکے توقیر خدا کی

(مکرم سیّد اسرار احمد توقیر)

اخبارِمجالس

(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

ریفریشر کورسز:

☆**20رجنوری کو نظامت ضلع اسلام آباد** کے زیر انتظام نائب ناظمین، زعماء اعلیٰ اور زعماء حلقہ جات کا ریفریشر کورس ہوا جس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس نے شمولیت کی اور عہدیداران کو نصائح کیں۔38 عہدیداران شامل ہوئے۔

☆**20 تا 21رجنوری اضلاع حیدرآباد، بدین، سانگھڑ، نواب شاہ، عمرکوٹ، میرپورخاص** کی عاملہ اور عہدیداران زعامت علیاء و دیگر مجالس کے ریفریشر کورسز میں مرکزی نمائندہ مکرم لقمان احمد صاحب معاون قائد عمومی نے شرکت کی۔ پروگرامز میں نئے سال کا لائحہ عمل پیش کر کے ضروری امور پر ہدایات دیں۔ پروگرامز میں حاضری لطیف آباد حیدرآباد 21، بدین شہر 16، سانگھڑ 29، کنری 55، میرپورخاص 23، بشیرآباد 21، رہی۔

☆**25رجنوری مجلس 45 مرڑ ضلع ننکانہ صاحب** کے اراکین عاملہ کا ریفریشر کورس ہوا۔ مکرم رفیع احمد طاہر صاحب ناظم ضلع ننکانہ نے شعبہ وار جائزہ لیا اور ہدایات دیں پروگرام میں ضلع کے 3 اور مجلس کے 12 عہدیداران شامل ہوئے۔

☆**25رجنوری کو نظامت ضلع قصور** میں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں مرکز سے حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے شمولیت کی۔ کل 130 انصار شامل ہوئے۔

☆**27رجنوری ضلعی عاملہ اور زعماء مجالس ضلع گوجرانوالہ** کا ریفریشر کورس ہوا۔ تلاوت، نظم اور عہد کے بعد مکرم افتخار احمد ملہی صاحب امیر جماعت ضلع گوجرانوالہ نے افتتاح کیا۔ بعد ازاں مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد اصلاح وارشاد نے عہدیداران کو تربیتی پہلوؤں سے آگاہ کیا۔ 67 عہدیداران شامل ہوئے۔

☆**27رجنوری کو مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ** کے زیر اہتمام طاہر بلاک، صدر غربی بلاک، اور صدر شرقی نور بلاکس کے عہدیداران کے ریفریشر کورسز منعقد کئے گئے۔ ان پروگرامز میں مکرم زعیم صاحب اعلیٰ ربوہ اور انکی عاملہ کے ممبران نے شمولیت کی۔ 110 عہدیداران مجالس شامل ہوئے۔

☆**29رجنوری کو مجلس فضل عمر فیصل آباد** کا سالانہ ریفریشر کورس مکرم ناظم صاحب علاقہ فیصل آباد کی زیر صدارت ہوا جس میں 19 عہدیداران شامل ہوئے۔

☆**10رفروری کو مجلس بھوڑو چک 18 ضلع ننکانہ** نے ریفریشر کورس کا انعقاد کیا جس میں مکرم ناظم صاحب ضلع ننکانہ نے شمولیت کی اور عہدیداران کو نصائح کیں۔ پروگرام میں کل 30 عہدیداران شامل ہوئے۔

☆**11رجنوری کو ضلع ساہیوال** کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں 13 مجالس کے 56 اراکین شامل ہوئے، محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ اور خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے ہدایات دیں۔

☆**11رجنوری کو علاقہ لاہور** کے زیر اہتمام بمقام بیت المبارک اوکاڑہ میں ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ اور مکرم محمد محمود طاہر صاحب معاون صدر نے شمولیت کی۔ اور نئے سال کا لائحہ عمل پیش کیا اور ہدایات دیں۔

☆ **20رجنوری کو ضلع لاہور** کا ریفریشر کورس دارالذکر، بیت النور، بیت التوحید، کرٹک ہاؤس، شاہدرہ بیت الکریم اور سمن آباد میں ہوا۔ مرکزی نمائندگان مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر، مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب، مکرم مظفر احمد درانی صاحب، مکرم محمد محمود طاہر صاحب اور مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب نے شرکت کی اور نئے سال کی سکیم پیش کی اور شعبہ جات کو ہدایات دیں۔ محترم امیر صاحب ضلع اور محترم ناظم صاحب بھی شامل ہوئے اور نصائح کیں۔ ان مقامات پر مجموعی حاضری 316 رہی۔

☆10رفروری کوضلع میر پور آزاد کشمیر کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ نے ہدایات دیں۔ ضلعی عاملہ اور مجالس کے 35 اراکین شامل ہوئے۔

☆10رفروری کو ریفریشر کورس ضلع فیصل آباد منعقد ہوا۔مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نے ہدایات دی۔48 اراکین شامل ہوئے۔

☆10رفروری کو گوجرہ میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم عظمت شہزاد صاحب ناظم علاقہ فیصل آباد،مکرم محمد محمود طاہر بطور مرکزی نمائندہ شامل ہوئے۔حاضری 38 رہی۔

☆10رفروری کوزعامت ہائے علیاء کریم نگر،دارالفضل اور دارالحمد کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔جس میں بالترتیب 22، 21 اور 19 اراکین شامل ہوئے اور مرکزی نمائندگان مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی،مکرم محمد محمود طاہر صاحب معاون صدر اور شکیل احمد قریشی صاحب نائب قائد اصلاح وارشاد نے شرکت کی۔شعبہ جات کے بارہ میں جائزہ لیا گیا اور ہدایات دی گئیں۔

تربیتی اجتماع واجلاسات:

☆13رجنوری کومجلس ماڈل کالونی ضلع کراچی کے زیرانتظام ایک معلوماتی سیمینار کا اہتمام کیا گیا کل 36 انصار نے شمولیت کی

☆13رجنوری مجلس گلگشت ملتان نے اجلاس سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔اس اجلاس میں 19 انصار اور 4 خدام شامل ہوئے۔

☆30رجنوری بیت النور لاہور میں سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر اجلاس ہوا۔15 انصار،10 خدام اور 5 اطفال شامل ہوئے۔

☆22رجنوری مجلس حیدر آباد شہر نے جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا جس میں مکرم لقمان احمد صاحب معاون قائد عمومی نے سیرۃ النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ۔13 انصار کے علاوہ دیگر 27 احباب نے شمولیت کی۔

☆25رجنوری مجلس 45 مڑ ضلع ننکانہ میں سیرۃ النبیؐ کے حوالہ سے مکرم ناظم صاحب ضلع کی زیرصدارت تربیتی اجلاس ہوا۔کل 12 انصار،8 خدام اور 10 اطفال شامل ہوئے۔

☆31رجنوری کومجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیراہتمام سال 2013ء میں خدام الاحمدیہ سے انصاراللہ میں شامل ہونے والے انصار بھائیوں کیلئے ایک تعارفی اجلاس کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول شرکت نے کی۔اجلاس میں 58 احباب نے شرکت کی۔

میڈیکل کیمپس وایثار

☆23ردسمبر مجلس رچنا ٹاؤن لاہور نے بمقام علی پارک فری میڈیکل کیمپ لگایا۔ڈاکٹر مبشر احمد مبشر صاحب نے 104 مریضوں کا علاج کیا۔

☆ جنوری میں مجلس شالامار ٹاؤن لاہور نے دو افراد کو روزگار پر لگوایا۔22 انصار نے 50 مستحقین میں کپڑے تقسیم کیے۔دو بچیوں کی شادی کیلئے جوسر گرائنڈر کا تحفہ دیا گیا۔

☆ماہ جنوری 2013ء میں مجلس ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام 4 فری میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں مجموعی طور پر 1251 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

☆11رجنوری مجلس کریم نگر فیصل آباد نے چک سمانہ میں شہزاد میڈیکل سٹور پر تین گھنٹے فری میڈیکل کیمپ لگایا۔جس میں مکرم ڈاکٹر شہزاد صاحب نے 52 مریضوں کا معائنہ کیا اور ادویات دیں جن میں 25 مستورات،20 بچے اور 7 مرد شامل تھے۔

☆13رجنوری مجلس رچنا ٹاؤن لاہور نے بمقام علی پارک فری میڈیکل کیمپ لگایا جس میں مکرم ڈاکٹر مبشر احمد طاہر صاحب نے 105 مریضوں کو فری دوائی دی۔

☆13رجنوری مجلس ڈرگ کالونی کراچی میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد ہوا جس میں انصار بھائیوں کا طبی معائنہ کیا گیا۔

☆13رجنوری مجلس گلشن پارک لاہور نے بمقام تاج پورہ اور گلشن پارک میڈیکل کیمپس لگائے جس میں دو ڈاکٹروں نے 97 مریضوں کو مفت ادویات دیں۔اس کے علاوہ 19 انصار نے امداد نادار افراد کی مد میں عطیات دئے۔

☆20رجنوری مجلس انصاراللہ ضلع حافظ آباد نے بمقام سندھواں ایک فری میڈیکل کیمپ لگایا جس میں ڈاکٹر طارق احمد صاحب نے 15 مریضوں کا علاج کیا اور ادویات دیں۔

وقار عمل:

☆16ردسمبر کومجلس اورنگی ٹاؤن کراچی کے زیراہتمام وقارعمل کا

انعقاد کیا گیا جس میں 19 انصار شامل ہوئے۔

☆ **25 دسمبر کو مجلس النور کراچی** کے زیر اہتمام ایک وقار عمل کا اہتمام کیا گیا جس میں 8 انصار شامل ہوئے۔

☆ **13 جنوری کو نظامت ضلع نارووال** کی تمام مجالس نے عشرہ تربیت کے لئے وقار عمل کئے۔

☆ **13 جنوری مجلس گلشن پارک** کے ہر گھرانے نے اپنے اپنے گھر کے سامنے وقارِ عمل کیا جس میں مجموعی تعداد شرکاء 93 انصار، 32 خدام اور 20 اطفال رہی۔

☆ **20 جنوری مجلس شالامار ٹاؤن لاہور** نے شالا مار باغ میں اجتماعی وقارِ عمل کیا۔ مجموعی طور پر حاضری 67 رہی۔ نیز انفرادی وقارِ عمل میں بھی انکے 39 انصار شامل ہوئے۔

☆ **20 جنوری کو مجلس واہ کینٹ** نے عشرہ تربیت کیلئے انفرادی وقارعمل کیا۔ 75 انصار شامل ہوئے۔

☆ **8 فروری کو مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ** کے زیر اہتمام عام قبرستان میں وقار عمل کا انعقاد کیا گیا جس میں ربوہ کے 28 حلقہ جات کے 270 انصار شامل ہوئے۔

صحت جسمانی:

☆ **18 نومبر کو ضلع کراچی** کے زیر اہتمام 5 مجالس کے مابین مقابلہ ٹیبل ٹینس کا انعقاد کیا گیا۔

☆ **ماہ دسمبر میں مجلس رچنا ٹاؤن لاہور** نے ورزشی مقابلہ جات کروائے جن میں کلائی پکڑنا، بیڈمنٹن، دوڑ اور سائیکل ریس کے مقابلہ جات ہوئے۔

☆ **ماہ جنوری میں نظامت ضلع قصور** کے زیر انتظام 130 انصار کا طبی معائنہ کروایا گیا۔

☆ **13 جنوری کو مجلس واہ کینٹ** کے زیر اہتمام انصار کا طبی معائنہ کروایا گیا جس کے بعد کُلُوْا جَمِیْعًا بھی ہوا۔ اس پروگرام میں کل 40 انصار شامل ہوئے۔

☆ **20 جنوری کو مجلس شالامار ٹاؤن لاہور** نے سیر کا پروگرام بنایا۔ سیر کے موقع پر طبی لیکچر اور ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد بھی کیا گیا نیز انصار کے سائیکل سفر اور میڈیکل چیک اپ کا اہتمام بھی تھا۔ اس پروگرام میں 67 انصار شامل ہوئے۔

☆ **11 تا 20 جنوری عشرہ تربیت کے دوران مجلس ماڈل کالونی کراچی** نے انصار کا بلڈ گروپ، بلڈ پریشر اور شوگر ٹیسٹ کرنے کیلئے خصوصی مساعی کی۔ 128 انصار نے استفادہ کیا۔

☆ **27 جنوری کو مجلس ڈرگ کالونی کراچی** کے زیر اہتمام سائیکل سفر، پکنک و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا جس میں مجموعی طور پر 22 انصار شامل ہوئے۔

معزز قارئین کرام سے چند گزارشات

اہل قلم و مضمون نگار حضرات سے گزارش ہے کہ اپنے مضامین ٹھوس علمی مواد پر تحریر کیا کریں اور اپنی باری کا انتظار کریں۔ اگر مضمون کہیں سے نقل شدہ ہے تو اس کا حوالہ ضرور دیں۔

بعض نئے مضمون نگار حضرات جو مضامین بھجواتے ہیں وہ بھی اپنی باری کا انتظار کریں۔ انشاءاللہ ان کی کاوشیں بھی شامل اشاعت ہوں گی۔ آپ سے تعاون کی درخواست ہے۔

کوشش کریں مضامین مائیکروسافٹ ورڈ (MS Word) یا ان پیج (InPage) میں کمپوز کر کے ارسال کریں۔

وہ مجالس جو انصار اللہ کی سرگرمیوں پر مشتمل تصاویر ارسال کرتی ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہی تصاویر بھجوایا کریں جن میں اجتماعی کاوشوں کی جھلکیاں نظر آئیں۔ اور کوشش کریں کہ یہ تصویر سوفٹ کاپی کی صورت میں انصار اللہ کے ایڈریس پر ای میل ہو جائیں۔

(ansarullahpakistan@gmail.com)

نیز جب تصاویر کھنچوانے کا اہتمام ہو تو اعلیٰ کوالٹی کے کیمرہ سے ہو۔ تاکہ جب تصاویر پرنٹ ہوں تو ان کی کوالٹی برقرار رہے۔ غیر معیاری اور مبہم فوٹو شائع نہیں کی جائیں گی۔

والسلام۔ خاکسار

مدیر انصار اللہ

تصویروالے پوسٹ کارڈ پر حضرت اقدسؑ کا فتویٰ

(مکرم محمد کاشف خالد، متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

1905ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر والے پوسٹ کارڈ چھپوا دیئے اور اسے دعوۃ الی اللہ کا ایک ذریعہ سمجھا مگر حضورؑ نے اس کو ناپسند فرمایا اسے بدعت قرار دیا اور تصاویر کھچوانے کی اصل غرض بیان فرمائی۔ چنانچہ اس بارہ میں ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے لکھا ہے:

''بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر والے کارڈ چھپوائے تھے اور ان کا اشتہار الحکم میں بھی شائع کر دیا گیا جو ایک معمولی اشتہار سمجھ کر شائع ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میری نیت اس اشتہار کی اشاعت سے کیا تھی؟ میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ یہ بھی (دعوۃ الی اللہ) کا ایک ذریعہ ہوگا لیکن یہ مرض تصویر بازی کا کچھ ایسا ترقی کرنے لگا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کو خصوصیت کے ساتھ اس پر توجہ کرنی پڑی اور پُر زور الفاظ میں اس کی حرمت اور ممانعت کا فتویٰ دیا اور اس طرح پر اس باب البدعۃ کو کھلتے ہی بند کر دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔''

بعدہ ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیر اس واقعہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں:

ذکر آیا کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر ڈاک کے کارڈ پر چھپوائی ہے تا کہ لوگ ان کارڈوں کو خرید کر خطوط میں استعمال کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''میرے نزدیک یہ درست نہیں بدعت پھیلانے کا یہ پہلا قدم ہے۔ ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اس واسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہیں اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہیں اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں ان کیلئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو کیونکہ جیسا تصویر کی حرمت ہے اس قسم کی حرمت عموم نہیں رکھتی۔ بلکہ بعض اوقات مجتہد اگر دیکھے کہ کوئی فائدہ ہے اور نقصان نہیں تو وہ حسب ضرورت اس کو استعمال کر سکتا ہے خاص اس یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی۔ چنانچہ بعض خطوط یورپ، امریکہ سے آئے جن میں لکھا تھا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا یہ بالکل وہی مسیح ہے۔ ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ شریعت میں ہر ایک امر جو ما ینفع الناس کے نیچے آئے اس کو دیر پا کہا جاتا ہے لیکن یہ جو کارڈوں پر تصویریں بنتی ہیں ان کو خریدنا نہیں چاہئے ۔ بت پرستی کی جڑ تصویر ہے۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے۔ ایسی باتوں سے بچنا چاہئے اور ان سے دور رہنا چاہئے۔ ایسا نہ کرو کہ ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے۔ میں نے اس ممانعت کو کتاب میں درج کر دیا ہے جو زیر طبع ہے۔...... جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہیں ان پر ہم سخت ناراض ہیں اور پر خدا ناراض ہے۔ ہاں اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو تو وہ طریق مستثنیٰ ہے۔

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھ کر فرمایا:

''یہ بالکل ناجائز ہے۔ ایک شخص نے اس قسم کے کارڈوں کا ایک بنڈل لا کر دکھایا کہ میں نے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے، اب کیا کروں؟ فرمایا ان کو جلا دو اور تلف کر دو اس میں اہانت دین اور اہانت شرع ہے۔ نہ ان کو گھر میں رکھو اس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے آخر میں بت پرستی پیدا ہوتی ہے۔ اس تصویر کی جگہ پر اگر (دعوۃ الی اللہ) کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا''

(اخبار الحکم قادیان 10/اکتوبر 1905ء ص 3)

خدا ہمارا مولیٰ ہے

اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَکَافِلُ اَمْرِنَا   فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْدَ فَنَاءِ

خدا ہمارا مولیٰ ہے اور ہمارے کام کا متکفّل ہے اس دنیا میں بھی اور فنا کے بعد بھی

لَوْلَا عِنَایَتُہٗ بِزَمَنِ تَطَلُّبِیْ   کَادَتْ تُعَفِّیْنِیْ سُیُوْلُ بُکَائِیْ

اگر میری جستجوئے پیہم کے دور میں اس کی عنایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ آہ وزاری کے سیلاب مجھے نابود کردیتے

بُشْرٰی لَنَا اِنَّا وَجَدْنَا مُؤْنِسًا   رَبًّا رَّحِیْمًا کَاشِفَ الْغَمَّاءِ

ہمارے لئے خوش خبری ہے کہ ہم نے مونس وغم خوار پالیا ہے جو ربّ ورحیم ہے اور غم ومصیبت کا دور کرنے والا ہے۔

اُعْطِیْتُ مِنْ اِلْفٍ مَعَارِفَ لُبَّہَا   اُنْزِلْتُ مِنْ حِبٍّ بِدَارِ ضِیَاءِ

مجھے محبوب کی طرف سے معارف کا مغز عطا کیا گیا ہے اور میں اپنے محبوب کی طرف سے روشنی کی جگہ میں اتارا گیا ہوں۔

غَلَبَتْ عَلٰی نَفْسِیْ مَحَبَّۃُ وَجْہِہٖ   حَتّٰی رَمَیْتُ النَّفْسَ بِالْاِلْغَاءِ

میرے نفس پر اس کی ذات کی محبت غالب ہوئی یہاں تک کہ میں نے نفس کو بیکار کرکے نکال پھینکا۔

لَمَّا رَئَیْتُ النَّفْسَ سَدَّتْ مُھْجَتِیْ   اَلْقَیْتُھَا کَالْمَیِّتِ فِی الْبَیْدَاءِ

اور جب میں نے دیکھا کہ نفس میری روح کی راہ میں روک ہے تو میں نے اسے اس طرح پھینک دیا جیسے کہ مردار بیابان میں

اَللّٰہُ کَہْفُ الْاَرْضِ وَالْخَضْرَاءِ   رَبٌّ رَّحِیْمٌ مَّلْجَاءُ الْاَشْیَاءِ

اللہ ہی پناہ ہے زمین اور آسمان کی۔ وہ ربّ رحیم ہے اور سب چیزوں کی جائے پناہ

بَرٌّ عَطُوْفٌ مَاْمَنُ الْغُرَمَاءِ   ذُوْ رَحْمَۃٍ وَّ تَبَرُّعٍ وَّعَطَاءِ

وہ حسنِ سلوک کرنے والا مہربان، مصیبت زدوں کیلئے جائے امن ہے۔ وہ رحمت واحسان اور بخشش والا ہے۔

(انجامِ آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 266-267۔ اردو ترجمہ قصائد الاحمدیہ ص 228)

Editor: Ahmad Tahir Mirza
Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631
Cell: 0336-7700250

Monthly
Ansarullah C. Nagar

Regd #: FR - 8

ansarullahpakistan@gmail.com
magzaine@ansarullahpk.org

Amaan 1392, March 2013

عہدِ بیعت کو نبھائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے جو عہد رکھا ہے، ان پر غور کریں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''مَیں پاکستانی احمدی مردوں اور عورتوں سے بھی کہتا ہوں اور عمومی طور پر تمام جماعت سے کہ آپ کے بڑوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ یہ انعام یقیناً ان کی نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا۔ انہوں نے اس انعام کی قدر کی اور ہر حالت میں اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفا کا تعلق رکھتے ہوئے جیسے بھی ان پر حالات آئے وہ ان حالات کو صبر سے برداشت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پر قائم رہے۔ بعض خاندانوں پر ابتلا بھی آئے، ان کو مالی نقصانات بھی برداشت کرنے پڑے لیکن انہوں نے خوشی سے احمدیت کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام سے کئے گئے عہد بیعت کو نبھایا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کئے رکھا اور پھر ان کی نیکیوں اور وفا اور اخلاص کے تعلق کو اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اور آج آپ جو اُن کی اولادیں ہیں آپ پر دنیاوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا ہے۔ پس اس فضل کو اپنی کسی لیاقت یا قابلیت کا نتیجہ نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ان بزرگوں کی ان دعاؤں کا، صبر اور حوصلہ کا نتیجہ ہے۔ پس اس فضل کی قدر کریں۔ اور آپ کے باپ دادا نے جس طرح احمدیت کے تعلق کو مقدم رکھا تھا آپ بھی اس تعلق کو مقدم کریں اور ان آسائشوں کو، ان آسانیوں کو، خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کو جماعت سے تعلق اور جماعت کے وقار کو مضبوط کرنے کے لیے استعمال کریں۔ اپنے آپ کو احمدی صرف اس لیے نہ سمجھیں کہ ہمارے باپ دادا احمدی تھے بلکہ خود بھی دین کو سمجھیں اور عہد بیعت پر غور کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے جو عہد رکھا ہے، شرائط رکھی ہیں ان پر غور کریں۔ تمام برائیوں کو بیزار ہو کر ترک کریں اور تمام نیکیوں کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نیکیوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور ہمیں فرمایا ہے کہ تمہارے لیے تمہارا رسولؐ اُسوۂ حسنہ ہے۔ اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ فرمایا کہ وہ تمام اعلیٰ اخلاق اپناؤ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے اور جن کا نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ اور یہ اعلیٰ اخلاق اپناتے ہوئے جب آپ دوسروں کو، غیر مسلموں کو بھی دوسروں سے ہمدردی کے جذبہ سے یہ اعلیٰ اخلاق دکھائیں گے تو لوگ آپ کی طرف بڑھیں گے۔ آپ کے نمونوں کی وجہ سے (دعوۃ الی اللہ) میں آسانی پیدا ہوگی۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ لوگ آپ کی بات آپ کے منہ پر الٹا کر ماریں گے کہ پہلے اپنے آپ کو ان اعلیٰ اخلاق سے متصف کرو اور پہلے اپنے آپ میں یہ اعلیٰ اخلاق پیدا کرو۔''

(جماعت احمدیہ جاپان کے 26ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 13 مئی 2006ء کو ناگویا میں اختتامی خطاب۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 27/21 دسمبر 2012ء ص 9)